وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

حفظِ قرآن کے فضائل

مصنف

الدکتور انس احمد کرزوه

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

ورتّلِ القرآنَ ترتیلاً

حفظِ قرآن کے فضائل

مصنف

الدکتور انس احمد کرزوہ

مترجم

مولانا مختار احمد ندوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	ورتل القرآن ترتیلا
مصنف	الدکتور انس احمد کرزوہ
مترجم	مولانا مختار احمد رومی
	فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
تاریخ اشاعت	اکتوبر 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z437
• قیمت	-/36 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

فہرست

مقدمہ 8

پہلا باب: تلاوت قرآن کریم کے فضائل، آداب اور تعلیم 12

☆ قرآن پڑھنے والے کے لیے دہرا اجر 14

☆ جنت کے درجات میں ترقی 15

☆ قرآن کی شفاعت 15

☆ قرآن پاک پڑھنا اور پڑھانا 17

☆ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہونے کی فضیلت 19

☆ تلاوت کلام پاک اہل ایمان کا زیور ہے 20

☆ دنیوی خزانے تلاوت کلام مجید کی برابری نہیں کر سکتے 21

☆ ماہر قرآن کی شان 23

دوسرا باب: بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل 26

☆ سورۂ فاتحہ کے فضائل 26

☆ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران 26

☆ سورۂ بقرہ کی آخری آیات 27

☆ آیۃ الکرسی 28

☆ سورۂ الکہف 29

☆ سورۂ الاخلاص 29

☆ سورۂ الملک 29

☆ المعوذتان (سورۂ الفلق سورۂ الناس) 30

تیسرا باب: تلاوت کے آداب اور تلاوت کا سننا 32

☆ غور و فکر اور خشوع 32

Marfat.com

☆ قرآن پاک کو اچھی آواز سے پڑھنا 36

☆ طہارت و نظائف 38

☆ خاموش ہو کر غور سے سننا 39

☆ تعوذ اور تسمیہ پڑھنا 40

چوتھا باب: دوران تلاوت غلطی سے احتیاط 43

1۔ مفعول بہ کی فاعل پر تقدیم 45

2۔ وہ غلطیاں جو دو آیتوں میں ایک کلمے کے آنے کی وجہ سے ہوتی ہیں 46

☆ کلمہ کے معنی میں تغیر 46

☆ موضع اعراب کا بدلنا 48

☆ تاء متکلم اور تاء مخاطب میں فرق ملحوظ نہ رکھنا 49

☆ تثنیہ اور جمع کے صیغوں میں عدم تفریق 49

☆ اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں میں عدم تفریق 50

☆ استفہام اور خبر کے صیغوں میں عدم تفریق 50

☆ فعل ماضی اور فعل امر کے درمیان عدم تفریق 51

☆ اسم مقصور کا خیال نہ رکھنا 51

☆ فعل مضارع اور طلب کے جواب میں واقع ہونے والے مضارع میں عدم تفریق 52

قرآنی رسم الخط سے عدم واقفیت کی وجہ سے پیش آنے والی اغلاط 52

☆ پہلا قاعدہ 52

☆ دوسرا قاعدہ 53

☆ تیسرا قاعدہ 53

☆ دیگر اغلاط 54

Marfat.com

☆ آخری بات 54

ذہنی آزمائش کے لئے چند سوالات 56

☆ سوالات جوابات 58

پانچواں باب 60

☆ حفظ قرآن کی فضیلت اور اہل قرآن کی عظمت 66

چھٹا باب 66

☆ حفظ کی اہمیت اور نسیان سے پرہیز 66

ساتواں باب 70

حفظ اور دہرائی کے بارے میں کچھ نصائح 70

۱۔ اخلاص علم اور فہم کی کنجی ہے۔ 70

۲۔ گناہوں سے پرہیز۔ 70

۳۔ بچپن اور جوانی کی عمر سے فائدہ اٹھانا۔ 71

۴۔ فرصت اور چستی کے لمحات کو غنیمت سمجھنا۔ 73

۵۔ پڑھائی کیلئے مناسب جگہ 73

۶۔ قلبی شوق 73

۷۔ تاثیر حواس 74

۸۔ ایک چھاپے والے قرآن پاک پر اکتفا کرنا 75

۹۔ صحت تلفظ 75

۱۰۔ ربط آیات 76

۱۱۔ معانی سمجھ کر یاد کرنا 76

۱۲۔ جلدی یاد ہو جانا جلدی بھول جانے کی طرف لے جاتا ہے۔ 76

۱۳۔ تلاوت قرآن کریم پر دوام 77

Marfat.com

۱۴۔ انفرادی حفظ 79

۱۵۔ متشابہ آیات میں غوروفکر 79

آیات متشابہات 80

حاملین قرآن کریم کے لئے سنہری ہدایات 82

چند مفید نصیحتیں 82

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

امابعد!

قرآن کریم وہ شیریں اور شفاف چشمہ ہے جس سے سیراب ہونے والی روحیں کبھی تشنگی سے دوچار نہیں ہوتیں۔

قرآن کریم کی زیارت، سماع اور تلاوت عبادت ہے۔ بے چینی اور اضطراب کے تپتے ہوئے صحراؤں میں قرآن پاک سکون واطمینان کا شجر سایہ دار ہے۔

حفظ قرآن وہ دولت بے بہا ہے جو اپنے اندر دو جہانوں کی سعادتیں لئے ہوئے ہے۔ آج کے اس دور میں بھی معصوم بچے موسم کی شدت کے باوجود صبح صادق جس شوق اور محبت سے قرآن کریم یاد کرتے ہیں یہ اعجاز قرآن کی زندہ مثال ہے۔

موجودہ دور میں ہر کام کرنے سے پہلے اس کے لئے ذہنی رضامندی اور ہم آہنگی ایک ضروری امر ہے۔ قلبی شوق سے انجام پانے والے امور ہمیشہ پائیدار ثابت ہوتے ہیں۔

الدکتور انس احمر کرزوہ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے معصوم ذہنوں کو قرآن کریم سے روشناس کرانے کے لئے یہ قیمتی رسالہ تالیف کیا۔ اس رسالے میں حفظ قرآن کی اہمیت، فضائل، آداب اور طریقے بیان کئے گئے ہیں، جنہیں اپنا کر طلباء اور مدرسین بہت بڑی محنت اور مشقت سے بچ سکتے ہیں۔

اس عظیم رسالے کا ترجمہ کرتے وقت میرے پیش نظر یہ بات رہی ہے کہ خدمت قرآن کریم کے صدقے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام قارئین کو تلاوت کلام پاک اور اس پر عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

بِجَاہِ طٰہٰ وَ یٰسٓ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

مختار احمد رومی

مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ ۸ جون ۲۰۰۳ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی البشیر النذیر الذی ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین وانزل علیہ الکتاب المبین من اعتصم بہ فقد ھدی الی صراط مستقیم۔

اللہ کے لئے ہیں تمام تعریفیں جو تمام جہانوں کو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے۔ اور درود وسلام ہوں (خدا کے حبیب ﷺ پر جو) خوشخبری سنانے والے اور مستقبل کے خطرات سے آگاہ فرمانے والے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور ان پر (اپنی) واضح کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس نے اس (کتاب) کو مضبوطی سے پکڑلیا تحقیق اسے راہِ راست تک پہنچا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قرآن کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوں (حاضری سے مراد ہے کہ) قران کریم کی تلاوت کریں اس میں غور وفکر اور اس کے احکام پر عمل کریں۔ ہم قرآن حکیم کو اپنی زندگی کا راستہ اور اپنی روحوں کی غذا بنالیں تا کہ ہم قرآن کی ہدایت کے پرچم تلے پاکیزہ اور بابرکت زندگی سے بامراد ہو جائیں۔ نیز دنیا اور آخرت کی سعادت سے فیض یاب ہو جائیں۔ اور پھر امن، عزت اور وقار ہمارے معاشرے کا مقدر بن جائے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین درس گاہ نبوت میں پروان چڑھے تھے، وہ قرآن کریم کا درس لیتے تھے اور اس بات کے حریص تھے کہ ہدایت قرآن کو سینے سے لگائیں اور اس کی مضبوط رسی سے چمٹ جائیں۔ یہاں تک کہ (قران کی برکت سے) وہ زمانے کے امام اور لوگوں کے لئے ہدایت کا مینار بن گئے اور ان کے بعد آنے والی نسلوں نے بھی ان کی پیروی کی اور درس گاہ قرآن سے ایسی نسلیں فارغ التحصیل ہو کر نکلیں جنہوں نے تہذیب اسلامی کو مضبوط بنیادوں پر تعمیر کیا کہ تاریخ ان کی مثل پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اس

Marfat.com

اسلامی ترقی کا چراغ اس وقت تک ضوفشاں رہا جب تک امت مسلمہ نے اپنے رب کی کتاب کو سینے سے لگائے رکھا۔

جب سے قرآن کا نزول ہوا ہے اسلام کے دشمن سمجھ گئے ہیں کہ قرآن سے جنگ کا فقط ایک ہی راستہ ہے کہ قرآن کی تاثیر مسلمانوں کے دلوں سے ختم کردی جائے۔

دشمنانِ اسلام کی یہ بھی کوشش ہے کہ لوگوں کو قرآن سننے اور قرآن کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۝ (سورۂ فصلت)

"اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا نہ سنو اس قرآن کو اور (فضول غور نہ کرو) اس میں شاید کہ تم غالب آجاؤ"۔ (جمال القرآن)

اس وقت سے لے کر آج تک دشمنان اسلام اپنی ساری کوشش صرف کر رہے ہیں تاکہ مختلف حیلوں بہانوں سے لوگوں کو قرآن حکیم سے دور کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ تعلیم قرآن سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ دینوی امور میں مشغول ہو کر اپنے رب کی کتاب کو چھوڑتے چلے جارہے ہیں۔ شہوات ولذات میں اتنے ڈوب چکے ہیں کہ خواہشات ان پر غالب آگئی ہیں۔ اور ان کے تمام اوقات ردی اور فضول کاموں سے پر ہو چکے ہیں یہاں تک کہ ان کے بارے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ بالکل حق ثابت ہو رہا ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۝

"اور رسول عرض کرے گا میرے رب بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے"۔ (سورۂ فرقان، جمال القرآن)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت کی خود ضمانت لی ہے۔ اور اس امت میں سے ایک گروہ کو اپنی (خصوصی) توفیق سے نوازا ہے کہ وہ اس خدمت کو انجام دے غفلت

Marfat.com

سے بیدار کرے لوگوں کو عزت کی راہ کی طرف بلائے۔شروع شروع میں یہ مبارک بیداری تمام اسلامی ممالک میں ہر جگہ پھیلنا شروع ہوگئی۔جس کی دعوت کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی طرف مخلصانہ رجوع پر مشتمل تھی۔اس (دعوت و بیداری) نے بڑی تیزی سے قرآن سیکھنے اور اس کے آداب پر عمل پیرا ہونے اور اس کی ہدایت کو مضبوطی سے تھامنے کے مراحل کو عبور کیا۔نیز اس (دعوت) نے قرآن کریم کے حفظ اور تلاوت کی طرف بھی توجہ دلائی۔جس کے نتیجے میں قرآن کریم کی تعلیم کے لئے ہر جگہ مدارس قائم ہوگئے۔

لیکن جب سے قرآن حکیم سے عملاً اعراض اور اس کی تعلیم میں سستی اور لغت قرآن (عربی زبان) کے سیکھنے میں کوتاہی اور قرآن کے لہجے میں عوام وخواص کی سرکشی کا ظہور ہوا ہے اس وجہ سے بہت ساری خرابیوں نے جنم لیا ہے وہ خرابیاں قرآن کریم کی تلاوت کے درواں اعراب اور تلفظ میں غفلت اور قواعد لغتِ عرب میں طلباء کی ناپختگی ہے جو انہیں درواں تلاوت غلطی میں پھنس جانے کا نشانہ بنادیتی ہے۔یہ وہ خرابی ہے جس کا سامنا تقریباً ہر مدرس قرآن کو ہے۔اور اس ناقابل تلافی مصیبت کی ہر مدرس شکایت کررہا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر میں نے اس چیز کو اپنا فرض سمجھا کہ میں اس خرابی کے ازالہ کے لئے اپنے حصے کی کوشش کروں۔

سو میں نے ان مقامات کو تلاش کرنا شروع کردیا جن مقامات پر دوران تلاوت غلطی کا زیادہ امکان ہوتا ہے اور میں نے اپنی پوری کوشش صرف کی تاکہ ایسے قواعد وضوابط وضع کروں جو بعض کلمات قرآنیہ کی تلاوت میں غلطی کے شبہ کا خاتمہ کرسکیں۔اس کتاب کی دوسری فصل (احذر الخطاء فی تلاوۃ القرآن الکریم) میری انہیں کاوشوں پر مشتمل ہے۔ابتداء میں میں نے ایک اور فصل بیان کی ہے جس کا نام (فضائل وآداب تلاوۃ القرآن الکریم) ہے تاکہ موضوع بھی مکمل ہوجائے اور پڑھنے والوں کے لیے فائدہ مند بھی ثابت ہو۔(اس کے ساتھ ساتھ) اختصار کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

مزید برآں (الحفظ و المراجعۃ) کے نام سے ایک تیسری فصل کا اضافہ بھی کیا ہے

Marfat.com

جس میں قرآن کریم کے حفظ کے فضائل اور اہل قرآن کی قدر و منزلت اور پڑھے ہوئے کو بار بار دہرانے کی اہمیت تاکہ بھول نہ جائے۔ ان تمام چیزوں کو فصل ثالث میں بیان کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور مبحث ذکر کیا ہے جس میں ان مشکلات کا حل پیش کیا ہے جو دورانِ حفظ طلباء کو پیش آتی ہیں۔ نیز بعض نصیحتیں بھی ذکر کی ہیں (جن پر عمل کرنا) اس راہ کو روشن کرنے کا سبب ہے اور جو نصیحتیں بڑے احسن طریقے سے حفظ میں سہولت اور دہرائی کی تکمیل کی طرف لے جانے والی ہیں۔

میں نے اس کتاب کا نام وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا رکھا ہے۔ کیونکہ اس کتاب کے لکھنے کا اصلی مقصد پڑھنے والے کو صحیح مطلوب تک پہنچانا ہے تلاوت میں درستگی اعراب و تلفظ اور مفہوم میں غور و تدبر کے ساتھ۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (الترتیل فی القراۃ الخ) ترتیل فی القراۃ نام ہے تلاوت میں آہستگی اور حروف و حرکات کی مکمل وضاحت کا۔ اور یہی چیز تلاوت قرآن کریم میں مطلوب بھی ہے۔ ایک اور مقام پر امام قرطبی فرماتے ہیں: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (ای لا تعجل بقراۃ القرآن بل اقراہ فی مھل و بیان مع تدبر المعانی) یعنی قرآن کو جلدی جلدی نہ پڑھو بلکہ ٹھہر ٹھہر کر اور معانی میں غور و فکر کے ساتھ پڑھو۔

اس میں شک نہیں کہ مطلوبہ ترتیل (ٹھہراؤ) کے لیے احکام تجوید سے مطابقت ضروری ہے لیکن میں نے قواعد تجوید نہیں ذکر کئے کیونکہ اس فن میں اتنی کتابیں موجود ہیں جو قرآن کریم کے طلبہ کی اس حاجت کو بہت اچھی طرح پورا کر سکتی ہیں۔ نیز احکام تجوید کی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ پختہ کار ماہر شیوخ اور اساتذہ سے بالمشافہ ان احکام کو سیکھا جائے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سوال ہے کہ وہ اسے خالص اپنی رضا کے لئے پسند فرمالے اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جنہوں نے قرآن پڑھا اور پڑھایا۔ اور ان لوگوں میں سے جو تلاوت کلام پاک کا حق ادا کرنے والے ہیں اللہ ہماری دستگیری فرمائے ان امور میں جو اس کی رضا کی طرف لے جاتے ہیں بے شک وہی سخی اور کریم ہے۔

Marfat.com

پہلا باب

قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے کے فضائل وآداب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس خاتم الانبیاء والمرسلین محمد کریم ﷺ پر نازل فرمایا ہے لوگوں کو حق کی راہ اور نور ایمان کی طرف پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَٰبِ وَ
يَعْفُوا عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ
اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَٰتِ إِلَى النُّورِ
بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ (مائدہ)

"بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔ دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی، سلامتی کی راہیں، اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہِ راست"۔ (جمال القرآن)

قرآن مقدس ان تمام چیزوں پر مشتمل ہے جن میں لوگوں کی اصلاح، ان کی سعادت اور گمراہیوں سے نجات کا راز مضمر ہے۔

پس جس نے بھی اس پاک کتاب کو مضبوطی سے تھام لیا اور اس کی تلاوت اور اس میں غور وفکر کو اپنا معمول بنالیا اس نے دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کرلی۔ اور جس نے اس کتاب حکمت سے منہ موڑ لیا بدبختی اس کا مقدر بن گئی۔ اور دونوں جہانوں کا خسارہ اس کا نصیب بن گیا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْءَانَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ
يَعْمَلُونَ الصَّٰلِحَٰتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠﴾ (الاسراء)

Marfat.com

''بلاشبہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب راہوں سے سیدھی راہ ہے اور مژدہ سناتا ہے ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں کہ بلاشبہ ان کے لئے بڑا اجر ہے اور بے شک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے تیار کردیا ہے ان کے لئے دردناک عذاب''۔(جمال القرآن)

اللہ جل شانہٗ نے ہمیں اس قرآن کی تلاوت اس کے معانی میں غوروفکر، اس کے احکام پر عمل اور اس کی ہدایت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ہے اور جو لوگ اس کو پڑھتے ہیں اور پھر عمل کرتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم اور جنت میں اعلیٰ منازل کا وعدہ فرمایا ہے۔

فرماں الٰہی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَٰبَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَٰرَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ (فاطر)

''بے شک جو (غوروتدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے راز داری سے اور اعلانیہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے بے شک وہ بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے''۔(جمال القرآن)

اللہ تعالیٰ نے عاملین قرآن کریم کے ساتھ اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنی جناب سے مزید فضل وکرم کا بھی وعدہ فرمایا ہے اس کرم مزید کی مقدار فضل عظیم والے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسی وجہ سے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت قراء ہے اور بھی بہت ساری آیات تلاوت قرآن مجید کے

Marfat.com

بارے میں وارد ہیں۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ (الکہف:27)

"اور پڑھ سنایئے (انہیں) جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی کتاب سے"۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (مزمل:20)

"تو پڑھ لیا کرو قرآن سے جتنا آسان ہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"۔

(جمال القرآن)

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ
وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩١﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ

"مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں عبادت کروں اس (مقدس) شہر کے رب کی جس نے عزت و حرمت والا بنایا ہے اس کو اور اسی کی ہے ہر شے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں شامل ہو جاؤں فرمانبرداروں کے زمرہ میں۔ نیز (یہ بھی کہ) میں تلاوت کیا کروں قرآن کی"۔ (النمل:91-92)

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

"جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں وہی ایمان لائے اس کے ساتھ"۔ (بقرہ:121، جمال القرآن)

قرآن پڑھنے والے کے لئے کئی گنا اجر کا ذکر

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قرأ حرفا من كتاب الله فلهُ حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول (الم) حرف ولكن ألف حرف ولام حرف و ميم حرف

"جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اپنے جیسی دس (اور) نیکیوں سمیت، میں نہیں کہتا کہ الم (ایک) حرف ہے بلکہ الف (علیحدہ)

Marfat.com

حرف ہے۔ اسی طرح لام اور میم (علیحدہ علیحدہ حرف ہیں) ترمذی حدیث ۲۹۱۰

پس الم پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی اور جس نے اس سے بھی زیادہ پڑھا اس کے اجر کا کیا کہنا!

۲۔ جنت کے درجات میں ترقی

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں

یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا، فانّ منزلتك عند آخر آیۃ تقرء ھا۔

"صاحب قرآن سے کہا جائے گا پڑھتا جا چڑھتا جا اور اسی طرح ترتیل سے پڑھ جس طرح دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا کیونکہ تیری منزل وہی ہوگی جہاں تو نے آخری آیت تلاوت کی"۔ (ترمذی حدیث: ۲۹۱۴)

صاحب قرآن سے مراد وہ شخص ہے جو ہمیشہ تلاوت کرتا رہا قرآن کو یاد بھی کرتا رہا اور غور وفکر کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرتا رہا یہ شخص جنت میں اس مقام پر فائز ہوگا جہاں اس نے اپنی یاد کی ہوئی آیات میں سے آخری آیت تلاوت کی۔

۳۔ اہل قرآن کے لئے قرآن کی شفاعت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔

اقرأ القرآن فانہ یاتی یوم القیمۃ شفیعًا لاصحابہ۔

(مسلم حدیث ۸۰۴)

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا روزہ اور قرآن روز قیامت بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔

روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس (بندے) کو کھانے (پینے) اور (دیگر) خواہشات سے دن کے وقت روکے رکھا پس میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور

Marfat.com

قرآن کہے گا میں نے اس (بندے) کو رات کے وقت نیند سے روکے رکھا پس میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما حضور ﷺ نے فرمایا ان دونوں (صیام و قرآن) کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۷۴)

الصیام والقرآن یشفعان للعبد یوم القیمة، یقول الصیام ای رب منعتهُ الطعام والشهوات بالنهار فشعغنی فیه ویقول القرآن: منعتهُ النوم باللیل فشفعی فیه قال فیشفعان

"پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قرآن حکیم کو اذن دے گا ان لوگوں کی شفاعت کے لئے جو دنیا میں کثرت سے تلاوت کرتے رہے اور اسے سیکھتے سکھاتے رہے اور اس پر عمل کرتے رہے اسی طرح اللہ تعالیٰ روزے کو بھی اذن شفاعت عطا فرمائے گا سچے دل سے روزہ رکھنے والوں کے لیے"۔

اسی مناسبت سے رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کریم کی کثرت مستحب ہے کیونکہ رمضان المبارک قرآن کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (بقرہ:185)

"ماہِ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہِ حق دکھاتا ہے لوگوں کو اور اس میں روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی"۔ (جمال القرآن)

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوب یاد رکھ کہ مومن کو رمضان المبارک میں نفس کے ساتھ دو جہاد کرنا پڑتے ہیں۔ ایک جہاد دن کے وقت بحالت روزہ اور ایک جہاد رات کے وقت بحالت قیام (تراویح) پس جس شخص نے ان دونوں کو اکٹھا کیا اور ان دونوں کے حقوق پورے کئے اور ان پر صبر کیا تو اسے بے حساب اجر عطا کیا جائے گا۔

اِعلم ان المؤمن یجتمع له فی شهر رمضان جهادان لنفسه

Marfat.com

جهدو بالنهار علی الصيام، وجهدو بالليل علی القيام فمن جمع هذين الجهادين ووفی بحقوقهما، وصبر عليهما وفیٰ اجره بغير حساب۔

(بقية الانسان فی وظائف رمضان لابن رجب الحنبلی)

یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف صالحین رمضان المبارک کے آتے ہی باقی تمام کام چھوڑ کر تلاوت کی کثرت کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو قرآن کریم کی تدریس و تعلیم میں مشغول کر لیتے تھے اور رات کے وقت قیام میں تلاوت آیات کی کثرت کرتے تھے تاکہ صیام و قرآن کی شفاعت کے حصہ وافر سے بامراد ہو سکیں اور اپنے رب رحمٰن کی رضا اور منازل جنت کے حصول میں کامیاب ہو سکیں۔

۴۔ قرآن کا سیکھنا اور سکھانا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن (خود) سیکھا اور (دوسروں) کو سکھایا (بخاری) (خیرکم من تعلم القرآن وعلمه ایک اور روایت میں ہے۔ تم میں سے افضل وہ ہے جس نے خود قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔

یہ ہیں سچے مومنوں کی صفات جو رسول اللہ ﷺ کے پیروکار ہے ان لوگوں کو ہمیشہ قرآن کریم سیکھ کر اس کے ذریعہ تزکیہ نفوس کی حرص رہتی ہے۔ اسی طرح انہیں یہ حرص بھی ہوتی ہے کہ دوسروں کو قرآن کریم کی تعلیم دیں اور قرآن کی ہدایت سے ان کو روشن راستے سے متعارف کرائیں تاکہ ان کا نفع دوسروں تک بھی پہنچ سکے۔ یہی لوگ اس تعریف کے مستحق ہیں جو تعریف رب العزت نے اپنے دین کی طرف بلانے والوں کی ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (فصلت)

''اور کون ہو سکتا ہے خوبصورت از روئے گفتگو اس (آدمی سے) جس نے اللہ کی

Marfat.com

طرف دعوت دی اور نیک عمل کیے اور کہا میں مسلمانوں میں سے ہوں"۔

(جمال القرآن)

کیونکہ سب سے پہلی چیز جس کی طرف کوئی مسلمان دعوت دیتا ہے وہ لوگوں کو قرآن کی ہدایت سے روشناس کرانا ہے اور انہیں قرآن کی تعلیم، تلاوت اور قرآن میں غور وفکر کے ساتھ ساتھ عمل کی دعوت دینا ہے تاکہ مسلمانوں کے احوال درست ہو جائیں اور ان کے باطن پاکیزہ ہو جائیں۔

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا (من تعلم القرآن عظمت قیمته) جس نے قرآن سیکھ لیا وہ انمول ہو گیا)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے قرآن کا سیکھنا اور سکھانا (اپنی ذات میں) جمع کر لیا اس نے خود کو بھی مکمل کر لیا اور دوسروں کو بھی۔ وہ شخص اپنے نفع اور دوسروں کے نفع کا جامع بن گیا لہٰذا دوسروں سے افضل ہو گیا۔

ہمارے بہترین اسلاف رحمۃ اللہ علیہم اس بھلائی کو حاصل کر لیتے تھے جس کی وجہ سے وہ معلمین و متعلمین قرآن دوسروں سے ممتاز ہو جاتے تھے پس وہ لوگ اس بھلائی کی تکمیل میں کوشاں رہتے تھے۔

ابو عبدالرحمٰن اسلمی رحمۃ اللہ علیہ انہی بزرگوں میں سے ہیں آپ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے قرآن کریم سیکھا۔ پھر تعلیم قرآن کے لئے فارغ ہو کر (کوفہ) چلے گئے۔ اور چالیس سال تک کوفہ کی مسجد میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ اور یہ حدیث بھی ساتھ ہی روایت کرتے رہتے تھے (خیر کم من تعلم القرآن و علمه) اور فرماتے اسی حدیث نے مجھے اس مقام پر بٹھا رکھا ہے۔

امام ابو منصور الخیاط رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی نیک ہستیوں میں سے ایک ہیں آپ نے ۹۹ھ میں وفات پائی قراء کی ایک کثیر تعداد آپ سے فیض یاب ہوئی۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تعریف اس طرح بیان کی ہے:

Marfat.com

جلس لتعلیم کتاب اللہ دھراً و تلا علیہ امم

''آپ ایک زمانہ کتاب اللہ کی تعلیم دیتے رہے اور کئی گروہوں نے آپ سے علم حاصل کیا۔آپ نابیناؤں کو پڑھاتے اور ان پر خرچ بھی کرتے تھے''۔

وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا گیا تو آپ نے فرمایا (غفر اللہ لی بتعلیمی الصبیان الفاتحۃ) چھوٹے بچوں کو سورۃ الفاتحہ کی تعلیم دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔

۵۔ تلاوت قرآن کی خاطر ایک جگہ جمع ہونے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَما اجتمع قوم فی بیتٍ مِن بیوتِ اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ اِلاَّ نزلَتْ علیھم السکینۃُ، وغشیتھم الرحمۃُ، وحفتھم الملائکۃُ ، وذکرھم اللہ فیمن عندہُ۔

''جب جمع ہوتے ہیں کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں وہ تلاوت کرتے ہیں کتاب اللہ کی اور ایک دوسرے سے سیکھتے سکھاتے ہیں قرآن حکیم تو نازل فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان پر (ایک خاص قسم کا) سکون اور ان کو رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور ملائکہ انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا ہے اس گروہ کے سامنے جو اس کے پاس موجود ہوتا ہے۔ (مسلم)

یہ حدیث پاک قرآنِ مقدس کی تلاوت کے لئے جمع ہونے ،اسے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت بیان کررہی ہے بالخصوص جب یہ کام مسجد میں ہو کیونکہ مسجد مومنوں کے دلوں کے سکون کی جگہ ہے۔

اوران لوگوں پر سب سے پہلا انعام یہ ہے کہ ان پر سکینت نازل کردی جاتی ہے۔ سکینت دل کے اطمینان اور نفس کی راحت کا نام ہے۔ پس ان لوگوں کے دلوں تک اضطراب، پریشانی اور نفسانی بیماریوں الجھنوں اور (انجانے) خطرات کا گزر تک بھی نہیں

Marfat.com

ہوتا حالانکہ دوسرے لوگوں کے دل انہی بیماریوں سے پر ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان لوگوں کی زندگیاں ناقابل برداشت عذاب کا نمونہ بنی رہتی ہے۔

جبکہ اہل قران پر سایہ رحمت باری ہر وقت چھایا رہتا ہے اور ان کے مقام و مرتبہ کے اظہار کے لئے فرشتے ان پر اپنے نورانی پر پھیلائے رہتے ہیں جب وہ اکھٹے ہو کر تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ ملائکہ کے سامنے ان کا ذکر فرماتا ہے اور ان پر فخر کا اظہار فرماتا ہے۔

پس مبارک ہو اہل قرآن کو یہ عظیم فضل اور اعلیٰ مرتبہ۔ اور تعجب ہے اس شخص پر جو مجالسِ قرآن سے سستی یا روگردانی کرتا ہے۔

۶۔ تلاوتِ قرآن اہل ایمان کے لئے زیور ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا، وہ مومن جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے وہ سنگترے کی طرح ہے جس کی بو بھی پاکیزہ اور ذائقہ بھی پاکیزہ ہوتا ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا وہ کھجور کی طرح ہے جس کی بو نہیں لیکن ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ اور وہ منافق جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ گل ریحان کی طرح ہے جس کی بو اچھی اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور وہ منافق جو تلاوت نہیں کرتا وہ اندرائن (تمے) کی طرح ہے جس کی بو نہیں ہوتی اور ذائقہ (سخت) کڑوا ہوتا ہے۔

(بخاری و مسلم ۷۹۷)

پس وہ مومن جو تلاوت کرتا ہے اس کا ظاہر و باطن پاک صاف ہوتا ہے جس طرح کہ سنگترہ جو خوش ذائقہ اور اچھی بو والا پھل ہے کیونکہ مومن جس طرح خود تلاوت قرآن سے لطف و راحت پاتا ہے اسی طرح اس کے اردگرد کے لوگ بھی اس کی آواز سے مسرور ہوتے ہیں۔

اور وہ مومن جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا وہ ایک اہم صفت سے محروم ہو جاتا ہے وہ صفت ہے ظاہر کی طہارت، اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ جس کا ذائقہ تو میٹھا ہوتا ہے لیکن

Marfat.com

خوشبو نہیں ہوتی، بندہ مومن کی شخصیت میں یہ ایک کمی تصور کی جاتی ہے۔اور قرآن پاک کی طرف متوجہ ہو کر (یعنی) قرآن کی تلاوت، قرآن کو یاد کر کے اور اس میں غور وفکر کر کے اس کمی کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔

اور وہ منافق جس کا دل نور ایمان سے خالی ہے اس کا باطن بھی تاریک ہے۔ اگر چہ وہ ظاہر طور پر مومن ہونے کا اظہار کرے اہل ایمان کی بعض صفات پر عمل کے ذریعے اور تلاوت قرآن کے ذریعے۔ کیونکہ یہ قرات ایک ظاہری عمل ہے جس کا مقصد لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ پس ایسا شخص گل ریحان کی طرح ہے جس کی اچھی خوشبو سے ناواقف شخص دھوکے میں آ جاتا ہے لیکن جب اسے چکھتا ہے تو کڑواہٹ اور تلخی کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ یہ منافق بھی ایسا ہی ہوتا ہے اگر آپ اس سے کوئی معاملہ کریں تو آپ اس کی تلخی کو دیکھ لیں گے اور آپ پر اس کی حقیقت کھل جائے گی۔

چوتھی قسم جو حضور ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمائی ہے۔اس سے مراد وہ منافق ہے جو تلاوت کلام پاک نہیں کرتا۔اس کا ظاہر و باطن کور ہوتا ہے اور وہ اندرائن کی طرح ہوتا ہے جس کو دیکھنے اور چکھنے سے اونٹ بھی نفرت کرتا ہے کیونکہ اندرائن کڑوا اور خبیث ذائقے والا ہوتا ہے۔

پس کیا شاندار ہے امام الرسل ﷺ کی بلاغت لوگوں کو قرآن پاک کی تلاوت اور عمل پر ابھارنے کے بارے میں اس طرح کہ آپ ﷺ نے ایک محسوس ضرب المثل بیان فرمائی جو رغبت وانتباہ کے قریب تر ہے۔

۷۔ خزائن دنیا تلاوت قرآن کی برابری نہیں کر سکتے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ جب وہ واپس اپنے گھر جائے تو اس کے پاس تین حاملہ اور موٹی اونٹنیاں ہوں ہم نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا وہ تین آیات جو تم میں سے کوئی اپنی نماز میں پڑھتا ہے تین حاملہ اور موٹی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا تم

Marfat.com

میں سے کوئی شخص صبح کے وقت مسجد کیوں نہیں جاتا کہ وہاں جا کر دو آیتیں سیکھ لے یا پڑھ لے۔ قرآن کی یہ دو آیتیں (جو اس نے سیکھی یا پڑھی ہیں) دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین آیات تین اونٹنیوں سے اور چار آیات چار اونٹنیوں سے اور اتنے ہی اونٹوں سے بہتر ہیں۔

(مسلم حدیث ۸۰۲۔ ۸۰۳)

اپنے صحابہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ اسلوب ایک انوکھی تربیت پر مبنی ہے تا کہ وہ حقیقی خزا ن کے حصول کے لئے خوب محنت کریں۔ وہ خزائن کہ دنیوی خزائن ان کے برابر نہیں پہنچ سکتے (ان خزائن سے مراد) قرآن کا علم، تلاوت اور حفظ قرآن ہے۔ کیونکہ عام طور پر لوگ مال جمع کرنے اور اس میں اضافے کے حریص ہوتے ہیں۔

اُس دور میں عربوں کا پسندیدہ ترین مال حاملہ اونٹنیاں ہوا کرتی تھیں جن سے کثیر بچے پیدا ہوتے تھے اور ان سے سواری، نقل وحمل اور خوراک کا کام لیا جاتا تھا۔

اس لئے اگر کہیں کوئی ایسی ڈاچی ہوتی جو بڑی موٹی خوبصورت اور زیادہ مالیت کی ہوتی تو لوگ اس (کے حصول کے لئے) اس پر دیوانہ وار گرتے تھے۔ (حضور ﷺ نے بتایا کہ) کتاب اللہ میں سے ایک آیت کا سیکھنا یا یاد کرنا مذکورہ ڈاچی سے بہتر ہے۔ اور قرآن کریم کی طرف جلدی کوشش کرنا زیادہ فائدہ مند ہے دنیا کے مال اور خزانوں کے پیچھے دیوانہ وار دوڑنے کی نسبت (کیونکہ) دنیا کے خزانے عنقریب ختم ہو کر بے اثر ہو جائیں گے۔

اور تمہاری تلاوت قرآن کا اجر بارگاہ رب العزت میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ تجارت تمہارے لئے باعث نفع اور دنیا و آخرت میں تمہارے لئے نور ہے۔

اس نرالے اسلوب کی طرف دیکھو جو نبی پاک ﷺ نے قرآن کریم کی تعلیم اور حفظ کی ترغیب کے لئے اختیار فرمایا ہے۔ اس کے باوجود یہ کام اس عظیم ڈاچی (کے حاصل کر لینے سے) بہتر اور پائیدار ہے جس کی خریداری پر کثیر مال اور قیمتی وقت خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس کو (اپنے گھر لانے میں) مشقت اور تھکاوٹ برداشت کرنا پڑتی ہے۔ پھر یہ بھی خوف دامن گیر رہتا ہے کہ کہیں اس کو کوئی بیماری یا نقص نہ لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے

Marfat.com

خسارہ اٹھانا پڑے۔

یہی حالت (ربتی) ہے اموال دنیا کی (حرص) میں منہمک رہنے والوں کی ان کے اموال انہیں عمل صالح اور نیکی کی طرف آنے سے روک دیتے ہیں۔

۸۔ ماہر قرآن (کی شان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ماہر قرآن نیکوکار اور معزز لکھنے والے (فرشتوں) کے ہمراہ ہوگا اور وہ شخص جو قرات قرآن کرتا ہے اور اس میں اٹک جاتا ہے اور یہ چیز اس پر شاق گزرتی ہے اسے دو اجر ملیں گے (حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں) (الماهر بالقرآن ويتتعتع فيه، وهو شاق عليه له اجران)۔
(مسلم شریف)

یہ عظیم خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے قرآن سیکھا اور تلاوت میں محنت کی یہاں تک کہ وہ ماہر ہوگیا وہ "سفرۃ" کے ہمراہ ہوگا۔ اس سے مراد یا تو اللہ کے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے یا مقرب فرشتے ہیں۔ کیونکہ یہ شخص بھی انہیں عظیم ہستیوں کی صفات سے متصف ہو چکا ہے کیونکہ وہ لوگ حاملین کتب الٰہیہ اور ان کتب کی تبلیغ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں (اور ماہر قرآن بھی ہمہ وقت یہی کام کرتا رہتا ہے۔ (مترجم)

اور وہ شخص جس پر تلاوتِ کلامِ الٰہی دشوار ہے اور اس کی زبان پر قرأت قرآن گراں گزرتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی ساری توانائی صرف کرتا ہے تاکہ قرآن کریم سیکھ جائے اور اچھی طرح تلاوت کر سکے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے ایک اجر تلاوت کا اور دوسرا اجر مشکلات مشقت و تکلیف برداشت کرنے کا۔ لیکن یہ صلہ بھی ان انعامات کی نسبت بہت کم ہے جو منزل اُخروی کے اعتبار سے ماہر قرآن کو نصیب ہوں گے۔

اے برادرِ مسلم! تجھے جب علم ہوگیا ہے اس عظیم اجر اور بہترین مقام کا جو قاری قرآن کو نصیب ہوگا تجھ پر لازم ہے کہ تو بھی کثرتِ تلاوت قرآن اور اس میں غور و فکر کے لئے خوب

Marfat.com

تیار ہو جائے اور اس کام پر ہمیشہ عمل پیرا رہے بغیر کسی انقطاع، ٹال مٹول اور سستی کے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوب یاد رکھو قرات قرآن تمام اذکار سے زیادہ پختہ ہے پس اس پر مداومت کرنی چاہیے اور کوئی رات دن تلاوت کلام پاک سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ وہ سفر وحضر میں تلاوت کلام پاک کا خوب اہتمام رکھے۔ اور کوئی دوسری مصروفیت اسے اس ذکر سے محروم نہ کرے۔ اسے چاہیے کہ ہر روز ایک خاص مقدار تلاوت کے لئے مقرر کرلے اور کسی دن بھی اس مقدار سے کم نہ کرے۔ اور اگر کسی دن کوتاہی ہو جائے تو اگلے دن اس کی تلافی کر دے۔

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ وہ ایک ماہ میں ایک مرتبہ ضرور ختم قرآن کرتے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو دس راتوں میں ایک ختم کرتے اور کچھ ایسے بھی تھے۔ جو ہر ہفتے ایک مرتبہ قرآن کریم کا ختم کرتے تھے۔

اور یہ حضور ﷺ کی وصیت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لئے

بخاری نے آپ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو فرمایا مہینے میں ایک مرتبہ ختم کیا کرو میں نے عرض کیا میں اس سے (زیادہ) کی طاقت رکھتا ہوں یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمایا سات دنوں میں ایک مرتبہ ختم کرلیا کرو اس سے زیادہ نہیں۔ (بخاری شریف)

کیونکہ تلاوتِ کلام پاک کا مقصد معانی میں تدبر اور تفکر ہے۔ جس نے سات دنوں سے کم میں قرآن کریم پڑھا اس کے لئے ناممکن کہ تفکر و تدبر سے کام لے سکے۔ نیز اس طرح پڑھنا جلدی کی وجہ سے خشوع اور طمانیت سے بھی محروم کر دیتا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم قرآن کے سلسلہ میں سلف صالحین کے معمولات ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو ایک دن یا اس سے بھی کم وقت میں قرآن کریم پڑھ لیتے تھے۔ پھر آپ نے یہ کہتے ہوئے اس بات کو مشروط کر دیا ہے کہ پسندیدہ مذہب یہ

Marfat.com

ہے کہ یہ حکم شخصیات کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہو جاتا ہے پس وہ شخص جس پر دقیق فکر کے ساتھ لطائف و معارف آشکار ہو جاتے ہیں اسے اسی مقدار پر اکتفا کرنا چاہیے جتنی مقدار پڑھنے سے کما حقہ مفہوم دل نشین ہو جائے۔

اور اسی طرح وہ شخص جو علم کی خیرات تقسیم کرنے یا لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے پر مامور ہے یا اس کے علاوہ مہمات دین یا عامہ مسلمین کی فلاح و بہبود کے امور کا ذمہ دار ہے اسے چاہیے کہ وہ تلاوت کی اتنی مقدار پر اکتفا کرے جس سے اس کے فرائض منصبی میں بگاڑ یا خرابی نہ پیدا ہو۔ اور جو ان مذکورہ طبقات سے تعلق نہیں رکھتا اسے کثرت سے قرآن پڑھنا چاہیے لیکن اس حد تک کہ اکتاہٹ اور بے جا تیزی سے پرہیز کرے۔

کیونکہ تیزی سے پڑھنا بالعموم تدبر اور فہم سے محروم کر دیتا ہے اور کبھی کبھی بعض الفاظ ضائع ہو جاتے ہیں اور احکام تجوید کی پابندی میں بھی خلل آ جاتا ہے۔

ہم اس بحث کو اس سنہری وصیت پر ختم کرتے ہیں جو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (سیر اعلام النبلاء) میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

(علیك بتقوىٰ الله فانه رأس كل شيء، وعلیك بالجهاد فانه رهبانية في اهل السماء وذكرك في اهل الارض

"تجھ پر خوف خدا لازم ہے کیونکہ یہی ہر چیز کی اصل ہے تجھ پر جہاد لازم ہے کیونکہ یہ اہل اسلام کی درویشی ہے تیرے لئے اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن بھی ضروری ہے کیونکہ یہ ملائکہ میں تیری زندگی اور دنیا میں تیری (اچھی) شہرت (کا سبب) ہے۔ (نزہۃ الفضلا تہذیب سیر اعلام النبلاء ج ۲)

Marfat.com

دوسرا باب

بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل کا بیان

بعض سورتوں اور آیتوں کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں جو ان سورتوں کی منزلت اور خصائص بیان کر رہی ہیں اور مخصوص اوقات میں ان کی تلاوت کی فضیلت کا اظہار بھی کر رہی ہیں۔اس سلسلہ میں ہم ایک مختصر حصہ نقل کرنے پر اکتفاء کریں گے۔

ا۔سورۃ الفاتحہ

امام بخاری نے ابوسعید بن المعلّی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اس سے پہلے کہ تو مسجد سے باہر جائے میں تمہیں قرآن کی ایک بڑی عظیم سورت کے بارے میں نہ بتاؤں، پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایک عظیم الشان سورت بتانے کا وعدہ فرمایا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، سبع مثانی (وہ آیات جن کا نزول دوبار ہوا ہے یا نماز میں بار بار پڑھی جانے والی آیات ہیں) یہی قرآن عظیم ہے۔جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔(بخاری شریف)

سورۂ بقرہ اور آل عمران

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:

لا تجعلوا بیوتکم مقابر انّ الشیطان یفرّ من البیت الذی تقرأ فیه

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے''۔

پس وہ گھر جن کے رہائشی انہیں نماز، تلاوت قرآن اور بالخصوص سورۂ بقرہ کی تلاوت سے آباد نہیں کرتے وہ قبرستان شمار کیے جاتے ہیں اور وہ گھر شیطانوں کی آماجگاہ بن

Marfat.com

جاتے ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ روز جزا اپنے پڑھنے والا کا سفارشی بن کر آئے گا۔ دو روشن سورتیں آئیں گی گویا کہ یہ دو بادل یا دو سائبان یا صف بستہ پرندوں کے غول ہیں۔ اپنے پڑھنے والوں کے لئے جھگڑا کریں گی۔ سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کے پڑھنے میں برکت اور ترک کرنے سے حسرت ہے۔ اہل باطل میں ان کے (انکار، رد یا ان کے پڑھنے کی) طاقت نہیں۔

پس سورۂ بقرہ اور آل عمران کی تلاوت اپنے قاری کے لئے دنیا و آخرت میں نور ہی نور ہے۔ حضرت مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

قرآن کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اور اس پر عمل کرنے والے بھی اس کے ساتھ ہوں گے سب سے آگے سورۂ بقرہ اور آل عمران ہوں گی۔

۳۔ سورۂ بقرہ کی آخری آیات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے انہوں نے (آسمان) میں کوئی آواز سنی اور اپنا سر اوپر اٹھایا تو کہا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھلا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا پھر اس دروازے میں سے ایک فرشتہ زمین پر نازل ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ فرشتہ آج ہی زمین پر اترا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ (وہ فرشتہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ دو نور جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کئے گئے (ان انعامات پر) مبارک پیش کرتا ہوں۔ وہ دو نور سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں آپ ان میں جو حرف بھی پڑھیں گے اس جیسی مراد آپ کو مل جائے گی۔

Marfat.com

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات رات کے وقت پڑھ لیں وہ اس کو کافی ہو جائیں گی۔

کافی ہونے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ساری رات قیام سے (از روئے ثواب) کافی ہو جائیں گی۔ یا شیطان سے کافی ہو جائیں گی یا آفات اور برائیوں سے روکنے میں کافی ہو جائیں گی۔

۴۔ آیۃ الکرسی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو المنذر کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے خیال میں کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا اے ابو المنذر کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے۔ میں نے عرض کیا اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آپ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینہ پر مار کر فرمایا ابو المنذر تمہیں یہ علم مبارک ہو۔

علم کے مبارک ہونے کا مطلب ہے کہ یہ علم تیرے لئے خوشگوار، باعث نفع اور تیری نیک نامی کا سبب ہو۔ علماء فرماتے ہیں آیت الکرسی کی عظمت دوسری تمام آیات سے اس لئے نمایاں ہے کہ یہ آیت اپنے اندر تمام اسماء وصفات الٰہیہ اصلیہ کو سمیٹے ہوئے ہے۔ جس طرح کہ واحدانیت باری تعالیٰ، حیات، علم، ملک، قدرت اور ارادہ رب العزت۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت الکرسی کی فضیلت میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص نے سونے سے پہلے یہ آیت پاک تلاوت کر لی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ (فرشتہ) اس کے ساتھ رہے گا اور شیطان اس شخص کے قریب نہیں آئے گا یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت (بیدار ہو جائے)۔

Marfat.com

۵۔ سورۂ الکہف

امام مسلم حضرت ابولدرداء رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات یاد کرلیں اسے دجال (کے فتنہ سے) محفوظ کردیا گیا۔

اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی اس کے قدموں سے لے کر آسمان تک ایک نور چمکے گا جس سے روز حشر روشنی ہوگی اور دو جمعوں کے درمیان اس کے تمام گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

۶۔ سورۂ ملک

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا تیس آیات والی ایک سورت ہے جو (اپنے پڑھنے والے) ایک شخص کی شفاعت کرے گی اور اسے بخش دیا جائے گا۔ وہ سورت تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ الخ ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۷۔ سورۂ اخلاص

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قران پڑھنے سے عاجز ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کس طرح (روزانہ) ایک رات میں اتنا پڑھا جاسکتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا میں تمہیں ایک تہائی قران پڑھ کر سناتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ مکمل سورت ختم کردی۔

Marfat.com

۸۔المعوذتان

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آج رات (مجھ پر) ایسی آیات نازل کی گئی ہیں جیسی اس سے پہلے کبھی نہیں، (پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ آیات) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔

اسی طرح اور بھی بہت ساری احادیث سورۂ یٰس، سورۃ الدخان، سورۂ فتح یا سورۂ واقعہ اور دیگر سورتوں کے فضائل میں وارد ہوئے ہیں۔لیکن میں نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مبحث میں یہی احادیث ذکر کی ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ کردوں کہ بعض احادیث جو مختلف سورتوں کے فضائل میں بیان کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں بلکہ یا تو بہت ضعیف ہیں یا بالکل من گھڑت، اس بارے میں جید ائمہ سلف نے تنبیہ بھی کی ہے اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (التذکار فی افضل الاذکار) میں ایک الگ باب باندھا ہے جس میں فقط ان احادیث کی نشاندہی کی گئی ہے جو قرانی سورتوں کے فضائل بیان کرنے کے لئے گھڑی گئی ہیں۔ انہی میں سے وہ حدیث بھی ہے جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے۔

قران کی ہر سورت کی فضیلت میں اسی طرح حاکم اور دیگر شیوخ محدثین نے بیان کیا ہے کہ ایک نام نہاد زاہد قرآن اور قرآن کی سورتوں کے فضائل میں حدیثیں گھڑ کر پیش کرتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن ترک کرتے جارہے ہیں میں نے چاہا کہ لوگوں کو قرآن کی طرف راغب کروں۔

اس سے کہا گیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے جس نے جان بوجھ کر جھوٹ میری طرف منسوب کیا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے۔

زاہد نے کہا انا ما کذبت علیہ انما کذبت لہ۔ میں نے حضور ﷺ کے خلاف

Marfat.com

نہیں بلکہ آپ کے حق میں جھوٹ بولا ہے۔

اس کے بعد امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر لوگ اسی پر اکتفاء کریں جو کچھ صحاح (ستہ) اور دوسری مسانید میں بیان کیا گیا ہے جو علماء کے دور میں رائج رہیں اور جنہیں آئمہ فقہا نے روایت کیا ہے تو یہی کتب لوگوں کو دوسری کتب سے بے نیاز کر دیں گی۔

Marfat.com

تیسرا باب

تلاوت قرآن کریم کے آداب

اے برادرِ مسلم جب تو ان لوگوں میں شامل ہونا چاہے جو قرآن پاک کو ترتیل سے پڑھتے اور کماحقہٗ اس کی تلاوت کرتے ہیں تو تمہیں وہ آداب بجالانے میں حریص ہونا چاہیے جو کتاب وسنت میں وارد ہوئے ہیں۔ یہ آداب تمام کے لئے ہیں قرآن کریم پڑھنے والے، سننے والے، سیکھنے والے اور سکھانے والے تمام اس میں شامل ہیں۔ مختصراً ان آداب کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ غور وفکر اور خشوع

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

''یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف بڑی بابرکت تاکہ وہ تدبر کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقلمند''۔ (سورۂ صٓ، جمال القرآن)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ (سورۂ محمد)

''کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا ان کے دلوں پر قفل لگا دیئے گئے ہیں''۔

(جمال القرآن)

اے بندۂ مسلم قرآن کا تجھ پر ایک حق یہ بھی ہے کہ تو اسے سکون اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھے۔ اس کے معانی میں غور وفکر کے لئے اپنے دل کا دروازہ کھلا رکھے۔ کیونکہ یہی دراصل تلاوت کا مقصود ہے۔ (اسی طرح کی) تلاوت سے سینے میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور دل روشن ہو جاتا ہے۔ نیز تلاوت کے وقت رونا بھی پسندیدہ ہے یہ صالحین کا شیوہ ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن پڑھتے وقت رونا مستحب ہے جو شخص رو نہیں

Marfat.com

سکتا اسے رونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنے آپ پر سوز و غم طاری کرنا چاہیے (کیونکہ یہ ساری چیزیں مستحب ہیں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۩ (اسراء)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر نازل ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔ تب میں نے سورۃ النساء پڑھ کر سنائی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (نساء)

حضور ﷺ نے فرمایا اب ٹھہر جاؤ۔ جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو مبارک آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے۔

بے شک ہمارے پروردگار نے قرآن کریم کی شان واضح کرتے ہوئے فرمایا:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

(الحشر:21)

"اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے"۔ (جمال القرآن)

نیز اللہ تعالیٰ نے صالح مومنین پر قرآن کریم کی تلاوت کے اثرات اور ان کے خشوع وخضوع کا بھی ذکر فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (انفال:2)

"صرف وہی سچے ایماندار ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر اللہ کی آیتیں تو یہ بڑھا دیتی ہیں ان کے ایمان کو اور صرف اپنے رب پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں"۔ (جمال القرآن)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں۔ اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف یہ اللہ کی ہدایت ہے رہنمائی کرتا ہے اس کے ذریعے جسے چاہتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ (زمر:23)

''اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے سے رحمٰن کی آیتیں تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور زار و قطار روتے ہوئے''۔ (مریم:58)

جی ہاں جب مومنین تلاوت کلام پاک کرتے ہیں ان کی، یہی کیفیت ہوتی ہے ان کی جانیں پرسکون اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل پگھل کر نرم ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے اشک رواں ہوتے ہیں۔ اے میرے مسلمان بھائی تجھ پر بھی لازم ہے کہ دوران تلاوت تو بھی اپنے دل میں یہی خوف محسوس کرے۔ بتکلف آنسو لانے کی کوشش کرے خشوع و خضوع طاری کرے۔

اس سلسلے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ قرآن کریم کی قرات کے وقت رونا مستحب ہے۔ رونے کا طریقہ یہ ہے کہ تلاوت کلام پاک میں غور و فکر کرے جو کچھ کلام اللہ میں (لوگوں کے لئے) دھمکی، سخت وعید پختہ وعدے ذکر کئے گئے ہیں ان میں غور و فکر کرے پھر اپنی تہی دامنی کا بھی خیال کرے (تو رونا آ جائے گا) اگر اس کے باوجود بھی حزن و بکاء نہ طاری ہو۔ تو پھر اس محرومی پر آنسو بہائے کیونکہ یہ بھی بہت بڑی بدنصیبی اور مصیبت ہے۔ (التبیان فی آداب حملۃ القران)

اس میں شک نہیں کہ معانی میں غور و فکر، تلاوت میں اطمینان اور ذہن کا دیگر مشاغل و افکار سے پاک ہونا خشوع و خضوع میں اضافے کا سبب ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز کی نیت باندھی آپ نے سورۃ بقرہ شروع کی میرا

Marfat.com

خیال تھا کہ آپ سو آیات کے بعد رکوع فرمائیں گے۔ لیکن سو سے آگے پڑھتے گئے۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ پوری سورت ایک رکعت میں ختم فرمائیں گے۔ لیکن آپ اس سے بھی آگے پڑھتے گئے پھر آپ نے سورۂ النساء شروع فرمائی اور ساری سورت پڑھی پھر آل عمران شروع فرمائی اور ساری سورت مکمل فرمائی۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے جب کوئی تسبیح والی آیت آتی تو آپ وہاں تسبیح بیان فرماتے۔ اور جب کسی آیت میں سوال کا ذکر ہوتا تو (اللہ تعالیٰ سے) سوال کرتے۔ اور اگر کہیں تعوذ کی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے۔

رسالتمآب ﷺ کی تلاوت اسی طرح ہوتی تھی آپ ٹھہر ٹھہر کر حروف کو اسی طرح ادا فرماتے جس طرح حروف کی ادائیگی کا حق ہے۔ اس کے باوجود آپ نے ایک رکعت میں پانچ پاروں سے زائد تلاوت فرمائی جس میں آپ نے قطعاً جلدی نہ فرمائی بلکہ یہ تلاوت فہم قرآن اور خشوع للرحمٰن سے لبریز تھی۔

اسی طرح صحابہ کرام اور سلف صالحین کے مبارک عہد میں بھی یہی حال ہوتا تھا۔ وہ بڑے خشوع اور (دقیق) تدبر کے ساتھ تلاوت کرتے۔ وہ لوگ دوران تلاوت تڑپتے، آہیں بھرتے، روتے اور چلاتے تھے ان میں سے کسی کے سامنے جب بھی دورانِ تلاوت جنت کا ذکر آتا تو وہ فرطِ شوق سے رو پڑتا اور اگر آگ کا ذکر آتا تو غش کھا کر گر جاتا گویا کہ جہنم اس کے کانوں کے قریب (آ کر) چنگھاڑ رہی ہے۔

کبھی کبھی وہ لوگ بعض آیات کو مسلسل دہراتے رہتے۔ اور ان آیات میں غور وفکر کرتے ہوئے طویل ساعتیں گزر جاتی اور ان پر خشوع وگریہ کی کیفیت مسلسل طاری رہتی۔

اس ضمن میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ کچھ احادیث کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

یہ حدیث پاک نسائی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضور ﷺ ساری رات قیام میں ایک آیت بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی وہ آیت یہ تھی۔

(اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ساری رات اس آیت کو

Marfat.com

تکرار فرماتے رہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الجاثیہ: 21)

"کیا خیال کر رکھا ہے ان لوگوں نے جو ارتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ ہم بنا دیں گے انہیں ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے"۔

(جمال القرآن)

عباد بن حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ یہ آیت

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ (طور)

"سو بڑا احسان فرمایا ہے اللہ نے ہم پر اور بچا لیا ہے ہمیں گرم لو کے عذاب سے"۔

(جمال القرآن)

پڑھ رہی تھیں۔ میں آپ کے پاس کھڑا رہا آپ اسی آیت کو بار دہراتی اور دعا مانگتی رہیں۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کام طویل ہے لہٰذا میں بازار چلا گیا بازار آ کر اپنا کام انجام دیا پھر لوٹ کران کے پاس حاضر ہوا تو وہ اب بھی یہی آیت پڑھ رہی تھیں اور دعا مانگ رہی تھیں۔

اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک:

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ (زمر: 16)

"ان (بدبختوں) کے لئے اوپر سے بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے سے بھی آگ کے شعلے"۔ (جمال القرآن)

پڑھتے تو صبح تک اسی آیت کو پڑھتے رہتے۔

۲۔ قرآن پاک کو اچھی آواز سے پڑھنا

خوبصورت آواز روح میں ایک خوشگوار اثر اور خشوع وتدبر میں اضافہ کا سبب ہے۔ اسی لئے قاری قرآن کے لئے مستحب ہے کہ وہ تلاوت کلام پاک کے لئے اپنی آواز کو

Marfat.com

خوبصورت بنائے اور اسے ایسی خوبصورت ترتیل کے ساتھ پڑھے جو خشوع اور تاثر پر دلالت کرنے والی ہو۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یوں ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو بھی اتنی محبت کے ساتھ نہیں سنتا جتنا کسی خوبصورت آواز والے نبی کی آواز کو جب وہ جہراً قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم مجھے دیکھ لیتے جب گذشتہ رات میں تیری قرأت سن رہا تھا (تو تم میری خوشی کا اندازہ لگا لیتے۔ مترجم) تحقیق تمہیں بھی آل داؤد کے مزامیر میں سے ایک مزمار عطا کیا گیا ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے ان کی خوش آوازی اور ترنم کو سراہا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (زینوا القران باصواتکم) اپنی خوبصورت آوازوں کے ساتھ قرآن پڑھا کرو۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا (من لم یتغن بالقران فلیس منا) جس نے قرآن کریم خوش الحانی کے ساتھ نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت میں خشوع اور غور وفکر میں اضافہ کے لئے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم قرآن پاک کو اچھی آواز سے پڑھنے پر بہت زیادہ حریص تھے۔ انہی میں سے امام مقری یحییٰ بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳ھ بھی ہیں آپ کے بارے میں اعمش فرماتے ہیں:

یحییٰ بن وثاب سب سے اچھا قرآن پڑھنے والے تھے۔ بسا اوقات میرا دل کرتا کہ ان کی خوش آوازی کی وجہ سے ان کا سر چوم لوں اور جب آپ تلاوت فرماتے تو مسجد میں (ہلکی سی) حرکت کی بھی آواز نہ آتی گویا کہ مسجد میں کوئی موجود ہی نہیں۔

اسی طرح امام حمزہ بن علی متوفی ۶۰۲ھ ہیں۔ آپ کے بارے میں ابن نجار فرماتے

Marfat.com

ہیں۔ میں بہت عرصہ ان کے ساتھ رہا آپ پاکیزہ آواز اور حسین ادائیگی کے مالک تھے۔ لوگ آپ کے پیچھے تراویح پڑھنے کے لیے آتے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی شیریں آواز والا قاری نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے بڑھ کر کوئی ماہر تجوید، باوجود اس کے کہ آپ عمر رسیدہ بھی ہو گئے تھے اور سامنے والے دونوں دانت بھی گر چکے تھے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بات پر سب کا اجماع ہے خواہ وہ صحابہ و تابعین ہوں یا ان کے بعد آنے والے علماء اور آئمہ مسلمین کہ قرآن پاک اچھی آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔ جب تک کہ قرأت کی حد سے تجاوز نہ ہو اور اگر کسی نے افراط کیا اس طرح کہ کسی حرف کا اضافہ کر دیا یا کسی حرف کو نگل لیا تو یہ حرام ہے۔

یہاں ہم تاکیداً یہ بھی بیان کر دینا چاہتے ہیں کہ قرأت قرآن میں وہ آواز مطلوب ہے جس کی وجہ سے کسی لفظ کا صیغہ نہ بدل جائے کوئی حرکت بڑھانے کی وجہ سے یا ممدود کو مقصور اور مقصور کو ممدود پڑھنے کی وجہ سے یا اس طرح کرنے سے کہ لفظ کا حلیہ بگڑ جائے۔

اس کے ساتھ ہی اہل غناء (گویوں اور فنکاروں) کی تقلید سے بھی خدا کی پناہ۔

مستحب یہی ہے کہ آواز خوبصورت ہو پرسوز بھی ہو اور رقت آمیز بھی جس کا مقصد اثر پذیری اور عاجزی ہو نہ کہ طربیہ آواز اور نغمہ خوانی۔

۳۔ طہارت و نظافت

قرآن حکیم پڑھنے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ آدمی حدث اکبر (جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے) سے پاک ہو۔ اسی لئے جنبی، حائضہ اور نفاس والی کے لئے قرآن پاک پڑھنا یا چھونا جائز نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے جنبی اور حیض والی کے لئے قرآن پاک پڑھنا حرام ہے خواہ ایک آیت یا اس سے بھی کم ہو۔ لیکن ان کے لئے دل ہی دل میں زبان پر لفظ لائے بغیر قرآن پڑھنا جائز ہے اور اسی طرح قرآن پاک کی زیارت کرنا اور دل کے ساتھ الفاظ ادا کرنا جائز ہے لیکن زبان کے ساتھ الفاظ کی ادائیگی حرام ہے۔

Marfat.com

لیکن اگر قصدِ تلاوت نہ ہو بلکہ محض ذکر کے لئے پڑھے جو جائز ہے جس طرح کہ جنبی یا حائضہ سفر کی دعا پڑھیں جس میں سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا یا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں۔ (اگر حدث اکبر نہ ہو اور بے وضو ہو تو) وضو ضرور کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''نہیں چھوتے اس کو مگر پاک (لوگ)''۔

نیز عمرو بن حزام کی حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اہل یمن کو ''نامہ مبارک'' لکھا اس میں یہ الفاظ بھی تھے کہ (لا یمس القران الا طاهر) طہارت کے بغیر قرآن کریم نہ چھوا جائے۔ لیکن اگر کسی نے زبانی قرآن پاک پڑھا اور مصحف شریف کو ہاتھ نہ لگایا تو اس کے لئے وضو مستحب ہے شرط نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باوضو قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے اور بے وضو تلاوت کلام پاک بھی جائز ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

نیز تلاوت کلام الٰہی کے مستحبات میں سے یہ بھی ہے کہ مقام تلاوت پاک صاف ہو اور قاری اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرے۔ حضور ﷺ جب تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو اپنے مبارک دانتوں پر اچھی طرح مسواک کرتے۔

۴۔ خاموش ہو کر غور سے سننا

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم بوقت تلاوت قرآن پاک کی عزت واحترام کی خاطر خاموش ہو جائیں۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (اعراف)

''اور جب پڑھا جائے قرآن تو غور سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے''۔ (جمال القرآن)

''انصات'' کا معنی ہے خاموش ہو کر غور سے سننا۔

جبکہ مشرکین جان بوجھ کر لغویات میں اپنی آوازیں بلند کر لیا کرتے تھے تا کہ اس اثر کو

Marfat.com

روک سکیں جو قرآن پاک سننے سے اور اس کی بلاغت کی طرف توجہ کرنے سے لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے تاکہ لوگ ایمان سے محروم رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اسی حرکت کے بارے میں یوں خبر دی ہے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (فصلت)

''اور مومنین صالحین تو ہمہ تن گوش ہو کر قرآن پاک سنتے ہیں غور و فکر اور اثر پذیری کے لئے خاموش ہو جاتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

''اور جب سنتے ہیں (قرآن) جو اتارا گیا رسول ﷺ کی طرف تو تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو''۔ (المائدہ)

پس ایک آیت قرآنی بھی غور سے سنی جائے تو قلب و روح میں طمانیت و راحت پیدا ہوتی ہے اور نفس اس کے اثر کو قبول کرتا ہے۔

اسی لئے قرآن حکیم کو غور سے سننا اور تلاوت کے وقت خاموش رہنا اور ہر وہ چیز جو ظاہری یا باطنی توجہ میں خلل ڈالتی ہے اس سے احتراز کرنا قرآن حکیم کے آداب میں داخل ہے۔

۵۔ تلاوت کرتے وقت تعوذ اور تسمیہ پڑھنا

قرآن پاک پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ تلاوت کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ (النحل)

''سو جب تم قرآن کی تلاوت کرنے لگو تو پناہ مانگو اللہ تعالیٰ سے اس شیطان (کی

Marfat.com

وسوسہ اندازیوں سے جو مردود ہے"۔(جمال القرآن)

اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان ہمیشہ اس حرص میں رہتا ہے کہ مسلمان کو اپنے رب کی عبادت سے برگشتہ کر دے اور ایسے اپنے امور میں مشغول کر دے جو انسان کو دوران تلاوت غور وفکر سے روک دیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔(تلاوت کی ابتداء میں) استعاذہ کا راز یہ ہے کہ قدرتوں والے رب کی بارگاہ میں دفع آفات کے لئے التجاء کی جائے۔(اس میں شک نہیں کہ) وہ عظیم کام جن میں شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے، تلاوت کلام پاک بھی انہیں اہم امور میں سے ہے۔

کیونکہ جو شخص بھی عبادت سمجھ کر تلاوت کرتا ہے اور اس کے وعدہ و وعید اور آیات بینات میں غور وفکر کرتا ہے ایسے شخص کے دل میں نیکیوں کی طرف رغبت اور گناہوں سے نفرت کا جذبہ زیادہ ہو جاتا ہے پس اس سبب کی وجہ سے قرأت قرآن عظیم نیکی بن جاتی ہے۔ بلاشبہ اس کام سے روکنے کے لئے شیطان بھی زیادہ کوشش کرتا ہے۔ ان حالات میں بندے کو کسی ایسی ذات کی اشد ضرورت ہوتی ہے جو اسے شیطان کے شر سے بچالے اسی حکمت کے پیش نظر تلاوت کی ابتداء میں بالخصوص اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم○ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سورۂ برات کے علاوہ ہر سورت کی ابتداء میں ہمیشہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنی چاہیے۔

کیونکہ اکثر علماء اس کے آیت ہونے کے قائل ہیں اور اگر کسی نے تسمیہ پڑھنا چھوڑ دیا تو اکثر علماء کے نزدیک وہ قرآن حکیم کے کچھ حصے کا تارک تصور کیا جائے گا۔

تلاوت کی ابتداء میں تعوذ اور تسمیہ شیطان کے شر سے بچنے کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ اور تسمیہ بھلائی اور نیکی کے حصول کے لئے۔ لہٰذا جب کوئی مسلمان قرأت قرآن کی ابتداء

Marfat.com

کرتا ہے تو اسے ان دونوں چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اسے اس بات کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کا دل غیر اللہ کی طرف بھی نہ جائے اور شیطان کے غلبہ سے بھی بچ جائے اور اس بات کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ قرآن پاک کا اثر بھی ظاہر ہو اور اس کی آیات میں غور وفکر بھی نصیب ہو اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو۔ اسی مقصد کے لئے تعوذ اور تسمیہ کو ابتدائے تلاوت میں جمع کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

چوتھا باب

دورانِ تلاوت غلطی سے احتیاط

دورانِ تلاوت بہت سے لوگ بہت سی غلطیاں کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر غلطیاں ''ضبط کلمات'' کے بارے میں ہوتی ہیں، یعنی زبر کو پیش یا زیر پڑھ دینا یا اس سے ملتی جلتی اغلاط۔

علماء تجوید غلطی کی اس قسم کو ''لحن جلی'' کہتے ہیں یعنی ظاہری غلطی اور وہ غلطی جو احکام تجوید (کی پیروی نہ کرنے سے) ہوتی ہے اسے ''لحن خفی'' کہتے ہیں کیونکہ علماء تجوید ہی ایسی غلطی پر گرفت کر سکتے ہیں۔ ''لحن جلی'' بہت زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اس سے معانی بدل جاتے ہیں بلکہ کبھی کبھی حرکت بدل جانے سے آیت کے معانی بالکل برعکس ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں (باب ما جاء فی اعراب القران و تعلیمه) کے عنوان کے تحت اعراب کی پہچان کی ضرورت پر متعدد دلائل ذکر کئے ہیں تا کہ کلمات قرآنیہ میں غلطی سے اجتناب کیا جا سکے اور اس خطا سے بھی پرہیز ممکن ہو جائے جو تبدیلی معنی کا باعث بنتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک واقعہ ذکر کیا ہے اس واقعہ سے بھی ''معرفت اعراب'' کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

وہ قصہ کچھ اس طرح ہے ابن ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک اعرابی مدینہ شریف آیا اس نے کہا کون ہے جو مجھے محمد ﷺ پر نازل ہونے والا کلام پڑھائے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اسے سورۂ توبہ پڑھائی، پڑھاتے وقت اس نے کہا انّ اللہ بریٔ من المشرکین و رسولہ۔ رسولہ میں لام پر پیش کی بجائے زیر پڑھا دی۔ یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین اور اپنے رسول ﷺ سے بیزار ہے **(نعوذ باللہ)**

دیہاتی نے کہا اگر اللہ اپنے رسول ﷺ سے بیزار ہے تو پھر میں بھی ایسے رسول ﷺ سے بیزار ہوں۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنی تو دیہاتی کو بلایا اور فرمایا کیا

Marfat.com

تو رسول اللہ ﷺ سے بیزار ہے؟ اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین میں مدینہ حاضر ہوا۔ قرآن کا علم نہیں تھا۔ مجھے پڑھانے والے نے اسی طرح پڑھایا۔ رسولِہٖ (زیر کے ساتھ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اصل میں یہ آیت اس طرح نہیں اس نے پوچھا پھر کس طرح ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آیت اس طرح ان اللہ بری من المشرکین ورسولُہٗ۔ رسولُہ میں لام پر پیش کے ساتھ ترجمہ: اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں۔ دیہاتی نے کہا بخدا جن سے اللہ اور اس کا رسول بیزار ہیں میں بھی ان سے بیزار ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم جاری کیا کہ لغت عرب کے عالم کے سوا کوئی کسی کو قرآن نہ پڑھائے۔

اسی طرح ایک دیہاتی (عرب) نے ایک امام کو یوں قرات کرتے ہوئے سنا: وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔ تنکحوا میں ت پر پیش کی بجائے امام نے زبر پڑھ دی۔ اعرابی نے کہا بخدا میں تو ان کے ساتھ شادی نہ کروں اگر وہ ایمان لے آئیں تب بھی۔ تنکحوا (ت پر زبر کے ساتھ) کا معنی ہے کسی کے ساتھ شادی کرنا اور تُنکحوا (ت پر پیش کے ساتھ) کا معنی ہے کسی کی شادی (کسی عورت کے ساتھ) کرانا۔ قرآن فرما رہا ہے جب تک مشرک ایمان نہ لے آئیں ان کی شادی کسی عورت کے ساتھ نہ کرو۔

امام نے پڑھ ڈالا جب تک مشرک ایمان نہ لے آئیں ان کے ساتھ شادی نہ کرو۔ حالانکہ مردوں کے ساتھ شادی تو عرب لوگ قبل از اسلام بھی نہیں پسند کرتے تھے۔ اس پر اعرابی نے کہا یہ تو بڑا قبیح کام ہے۔ اسے بتایا گیا کہ امام نے غلطی کی ہے۔ تب اعرابی نے کہا اسے آئندہ امام نہ بنانا یہ تو حرام کام حلال کر رہا ہے۔

حضرت حسن سے عرض کیا گیا ہمارا امام دوران تلاوت لفظی غلطیاں کرتا ہے آپ نے فرمایا اسے امامت سے ہٹا دو۔ پہلے کی نسبت اس دور میں لوگ زیادہ غلطیاں کرنا شروع ہو گئے ہیں۔ بالخصوص حفظ کے طلباء کی زبانوں پر اکثر اغلاط جاری ہو جاتی ہیں جنہیں اکثر مدرسین مختلف مراحل حفظ میں نوٹ کرتے رہتے ہیں۔ ذیل میں ہم کچھ مثالیں پیش کر

Marfat.com

رہے رہیں۔

ا۔مفعول بہ کی فاعل پر تقدیم

سورۂ بقرہ آیت ۱۲۴ میں ہے وَ اِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ اس میں کلمہ ابراہیم مفعول بہ ہے اور اس پر زبر ہے ربہ اس کا فاعل ہے۔ اور اگر ابراہیم پر پیش اور ربہ پر زبر پڑھا جائے تو آیت کے معنی بالکل الٹ ہو جاتے ہیں۔

دونوں کا ترجمہ یوں ہے: اور یاد کرو جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے اور یاد کرو جب آزمایا ابراہیم نے اپنے رب کو آزمایا۔ (نعوذ باللہ)

سورۂ بقرہ آیت ۱۳۳ اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ یہاں کلمہ یعقوب پر زبر اور الموت پر پیش ہے اگر کلمہ یعقوب پر پیش اور الموت پر زبر پڑھی جائے تو معنی بدل جاتا ہے۔ دونوں کا ترجمہ یوں ہے۔ بھلا کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب آپہنچی یعقوب کو موت۔ دوسری طرح ترجمہ، بھلا کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب آپہنچے یعقوب موت کو۔

سورۂ الحج آیت ۳۷: لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ یہاں اسم جلالت اللہ منصوب اور مفعول بہ ہے اور لحو مُھا اس کا فاعل ہے۔ اور اگر اسم جلالت پر پیش اور لحومھا کے میم پر زبر پڑھی جائے تو معنی بدل جاتے ہیں جو کچھ یوں بنتے ہیں۔ نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور نہ ان کے خون۔ دوسری طرح ترجمہ: نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ ان کے گوشت اور نہ ان کے خون کو (نعوذ باللہ)

سورۂ فاطر آیت ۲۸: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اس جگہ بھی اسم جلالت مفعول بہ اور اور منصوب ہے اور العلماء مرفوع فاعل ہے اور اگر یہاں اعراب بدل دیا جائے تو معانی بھی بالکل مختلف ہو جاتے ہیں مثلاً بے شک اللہ کے بندوں میں علماء اس سے ڈرتے ہیں۔

دوسری طرح بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے علماء سے ڈرتا ہے (نعوذ باللہ)

ان میں زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ بعض طلباء جب اعراب بدل دیتے ہیں تو مفعول و فاعل میں تقدیم وتاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ جیسے سورۂ بقرہ آیت ۲۵۱ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اس

Marfat.com

جگہ داؤد فاعل مرفوع اور جالوت مفعول بہ منصوب ہے۔ اور اگر داؤد زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو فاعل مفعول بہ یعنی قاتل مقتول بن جاتا ہے۔

(۲) وہ غلطیاں جو دو آیتوں میں ایک کلمے کے آنے کی وجہ سے ہوتی ہیں

یہ وہ قسم ہے کہ ایک کلمہ ایک آیت میں مضموم (پیش کے ساتھ) واقع ہوتا ہے اور دوسری آیت میں مفتوح (زبر کے ساتھ) یا مکسور (زیر کے ساتھ) واقع ہوتا اس طرح طلباء اشتباہ کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

ا۔ کلمہ کے معنی میں تغیّر

مثلاً کلمہ (سخریاً) قرآن پاک میں ''س'' کے نیچے زیر اور ''س'' پر پیش دونوں طرح آیا ہے۔ سِخریا ''س'' کے کسرہ کے ساتھ کا معنی ہے۔ مزاح اور غیر سنجیدگی، قرآن میں ہے، فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ (المومنون: ۱۱۰)

سورہ ص: اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ (صٓ)

سورہ الزخرف ۳۲: وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا کسی کو مسخر کرنا کسی سے خدمت لینے کے معنی میں ہے۔

دوسری مثال: لفظ ذنوب ذال کے ضمہ (پیش) اور ذ کے فتحہ (زبر) کے ساتھ قرآن پاک میں آیا ہے۔ ذنوب بضمہ ذ کا معنی گناہ اور معاصی ہیں جیسے وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران: ۱۳۵)

ذنوب بفتحہ ذ کا معنی ہے عذاب میں سے حصہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ (الذاریات: ۵۹)

۳۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ (ہود)

دوسری آیت ہے:

وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ (التوبہ: 42)

Marfat.com

بعد عین کے کسرہ کے ساتھ اور ضمہ کے ساتھ واقع ہوا ہے اگر کسرہ عین کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہلاکت اور عذاب ہے اور عین کے ضمہ کے ساتھ ہو تو یہ قرب کی ضد کے معنی میں آتا ہے۔

۴۔ لفظ "کبر" قرآن پاک میں تین طرح واقع ہوا ہے۔

کِبَر کاف کے کسرہ (زیر) اور با کے فتحہ (زبر) کے ساتھ اس کا معنی ہے ضد صغر یعنی بڑا ہونا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ (آل عمران:40)

کُبَر ضمہ کاف اور فتحہ باء کے ساتھ یہ کبریٰ کی جمع ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آگ کا نام ہے قرآن پاک میں ہے:

اِنَّهَا لَاِحْدَی الْكُبَرِ ۙ نَذِیْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ (المدثر)

کِبْر: کاف کے کسرہ اور باء کے سکون کے ساتھ اس کا معنی پہلے دونوں معانی سے بالکل جدا ہے تکبر اور خود کو بڑا سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِیْهِ (غافر:56)

تمہیں بہت احتیاط کرنی چاہیے تلاوت کرتے وقت ایسا نہ ہو کہ غلط اعراب کی وجہ سے معانی بدل جائیں بالخصوص پہلی مثال میں (قال رب انی یکون لی غلامٌ وقد بلغنی الکِبَر) اگر یہاں با ساکن پڑھو گے تو تکبر کی نسبت اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام کی طرف ہو جائے گی جو ایک سنگین غلطی ہے۔

۵۔ لفظ الجنۃ: بھی تین طرح واقع ہوا ہے۔

جیم کے فتحہ (زبر) کے ساتھ جس کی جمع جنات اور جنان آتی ہے یعنی جنت فرمان الٰہی ہے

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران:185)

جِنۃ:۔ جیم کے کسرہ (زیر) کے ساتھ اس سے مراد اللہ کی مخلوق جن ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

Marfat.com

وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۙ (الصافات)

یہ لفظ جنون کے معنی میں بھی آیا ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ (المومنون:70)

جُنة:۔جیم کے ضمہ (پیش) کے ساتھ۔اس کا معنی بچاؤ اور ڈھال ہے قال تعالی اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنی ان منافقوں نے اپنے جھوٹے ایمان کو اپنے لئے ڈھال بنالیا۔

اسی سے حدیث نبوی ﷺ ہے الصوم جنة یعنی روزہ گناہوں کے لئے ڈھال ہے۔

۲۔موضع اعراب کا بدلنا

کبھی کبھی کلمہ کی آخری حرکت موضع اعراب بدلنے سے بدل جاتی ہے۔لیکن بعض طلباء اس کا لحاظ نہیں رکھتے۔اس کی مثال سورۂ نور آیت:۷ میں ہے وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ یہاں اَلْخَامِسَةُ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا بن رہا۔اور آیت:۹ میں ہے وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ۔ یہاں اَلْخَامِسَةَ منصوب ہے کیونکہ یہ ماقبل آیت میں لفظ اربع پر معطوف ہے وہ آیت یوں ہے (ویدرأ عنها العذاب أن تشهد اربع شهادات

قولہ تعالیٰ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ (البقرہ:۵۴)

آل عمران ۱۶۹: وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا پہلی آیت میں (امواتٌ) مرفوع ہے کیونکہ یہ مبتدا محذوف کی خبر بن رہا ہے یعنی (هم امواتٌ) اور دوسری آیت میں امواتاً) منصوب ہے کیونکہ تَحْسَبَنَّ کا مفعول ثانی بن رہا ہے

بقرۃ ۱۷۷: لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ اسی سورت میں آیت ۱۸۹ میں ہے۔وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

پہلی آیت میں البرَّ (ر) کے فتحہ کے ساتھ اور دوسری آیت میں البرُّ (ر) کے ضمہ (پیش کے ساتھ ہے) اعراب میں تبدیلی کی وجہ سے طلبہ حفظ کے فہم سے بالاتر ہے لہذا

Marfat.com

اسے ترک کیا جارہا ہے۔(مترجم)

قولہ تعالیٰ: وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ (احقاف: ۳۲) وقولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ پہلی آیت میں اولیاء ضمہ کے ساتھ ہے کیونکہ لیس کا اسم مؤخر ہے دوسری آیت میں کان کا اسم ہے لیکن حرف جر من کی وجہ سے محل جر میں ہے اور منصوب ہے کیونکہ غیر منصرف ہے۔

۳۔ تاء متکلم اور تاء مخاطب میں فرق نہ ملحوظ رکھنا

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا فرمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ المائدہ: ۱۱۷ کلمہ کُنْتُ میں تاء متکلم ہے اور مبنی برضمہ ہے اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، دوسرا کُنْتَ مبنی برفتحہ ہے اس سے مراد ذات رب العزت ہے۔

اسی طرح إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ (المائدۃ: ۱۱۶)

یعنی اگر میں نے ایسا کہا ہے تو اسے اللہ تو جانتا ہے اس فرق کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے۔

۴۔ تثنیہ اور جمع کے صیغوں میں عدم تفریق

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ

(فصلت: ۲۹)

الَّذَيْنِ تثنیہ کے لئے ہے لیکن تثنیہ اور جمع دونوں کے لئے رسم الخط ایک ہی ہے لہٰذا پڑھنے والا اسے جمع کے لئے پڑھ جاتا ہے اور ذ پر فتحہ کا لحاظ نہیں رکھتا۔

وقولہ تعالیٰ: فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا لفظ خَالِدَيْنِ (د) پر فتحہ کے ساتھ تثنیہ کے لئے آتا ہے۔ لیکن اکثر طلباء خَالِدِيْنَ (د) پر کسرہ کے ساتھ پڑھ دیتے ہیں کیونکہ یہ کلمہ باقی جگہوں پر اکثر جمع کے لئے خَالِدِيْنَ ہی آیا ہے۔

Marfat.com

۵۔اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں میں عدم تفریق

اس کی مثال قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ (النمل: ۹۲) منذرین (ذ) کے کسرہ کے ساتھ اسم فاعل ہے اس سے مراد انبیاء ورسل ہیں یہی کلمہ (ذ) کے فتحہ کے ساتھ اسم مفعول بن جاتا ہے اس سے مراد وہ اقوام ہیں جنہیں انبیاء ورسل نے اللہ کی توحید کی طرف دعوت دی اور انہیں عذاب الٰہی کے خطرات سے آگاہ کیا۔

قرآن پاک میں ہے: فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ (الصافات) دوسری آیت فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ (یونس) اگر دوسری اور تیسری آیت میں منذرین پڑھ دیا جائے تو بڑی خطرناک غلطی بن جاتی ہے کہ انبیاء کو نافرمان قوم شمار کر دیا جائے" نعوذباللہ۔ سورۃ الصافات میں اسم فاعل اور اسم معفول کی دوسری مثال ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ○ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ (الصافات) پس اے میرے بھائی اس فرق کو ضرور ذہن میں رکھنا۔

۶۔استفہام اور خبر کے صیغوں میں عدم تفریق

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ (سبا:8)

دوسری آیت: اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا (شوریٰ:24)

پہلی آیت میں اَفْتَرٰی استفہام اور دوسری میں خبر واقع ہو رہا ہے پہلی آیت میں اَفْتَرٰی ھمزۃ استفہام سے شروع ہو رہا ہے دوسری آیت میں ھمزۃ وصل ہے۔ بہت سارے طلباء ھمزۃ استفہام کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے غلطی کر جاتے ہیں۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ (بقرہ: ۱۳)

دوسری مثال: وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا (بقرہ:۹۱)

ہمزہ استفہام فقط پہلی آیت میں نُؤْمِنُ سے پہلے ہے۔ لیکن کچھ طلباء جب دوسری آیت پڑھتے ہیں تو یہاں بھی ہمزہ استفہام ہی پڑھ دیتے ہیں۔

Marfat.com

۷۔ فعل ماضی اور فعل امر کے درمیان عدم تفریق

اس کی مثال: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ (النساء: ۱۳۶)

لفظ اٰمَنُوْٓا دو دفعہ آیا ہے پہلی دفعہ میم کی فتحہ کے ساتھ کیونکہ فعل ماضی ہے اور دوسری دفعہ میم کے کسرہ کے ساتھ فعل امر ہونے کی وجہ سے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ (الحج: 41)

دوسری آیت میں ہے: فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ (الحج: 78)

پہلی آیت میں لفظ آتوا فعل ماضی ہے اور دوسری آیت میں فعل امر ہے۔

۸۔ اسم مقصور کا خیال نہ رکھنا

اسم مقصور سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے ھدی، بشری وغیرہ عام طور پر اس الف پر حرکات ظاہر نہیں کی جاتیں بلکہ مقدر (پوشیدہ) ہوتی ہیں۔ جب اس الف پر تنوین داخل کی جائے تو یہ الف لفظاً حذف کر دیا جاتا ہے لیکن لکھنے میں برقرار رہتا ہے۔ جیسے ھُدیً سے ھدیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًی وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ (آل عمران)

دوسری آیت میں ہے: وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًی وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ (المائدہ) پہلی آیت میں کلمہ هُدًی لفظ ''بیان'' پر معطوف ہے یہاں حرکت پوشیدہ ہے پھر مَوْعِظَةٌ کا عطف کیا گیا تو حرکت رفع (پیش) ظاہر کی گئی ہے۔

دوسری آیت میں لفظ هُدًی دو دفعہ آیا ہے۔ پہلی دفعہ مبتدا مؤخر ہے اس لئے یہ مرفوع ہے اسی لئے نورٌ اس پر معطوف ہے۔ دوسری دفعہ (مصدقا) پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اکثر طلباء ایسی آیات پڑھتے ہوئے غلطی کر جاتے ہیں کیونکہ وہ اس قاعدہ سے واقف

Marfat.com

نہیں ہوتے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ منصوب تنوین ''هُدًى'' کی حرکت اصلیہ ہے لہٰذا اسے ہر جگہ منصوب ہی پڑھ دیتے ہیں۔ دوسری مثال ارشاد باری ہے: هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝ (الاعراف)

ایک اور آیت میں ہے: تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ۝ (لقمان) پہلی آیت میں لفظ هُدًى، بَصَآئِرُ پر معطوف ہے اور دوسری آیت میں حال واقع ہو رہا ہے۔

۹۔ فعل مضارع اور طلب کے جواب میں واقع ہونے والے مضارع میں عدم تفریق

فعل مضارع جب طلب کے جواب میں واقع ہو تو مجزوم ہوتا ہے لیکن بعض طلبہ اس کا خیال نہیں رکھتے اور اسے بھی ضمہ کے ساتھ ہی پڑھ دیتے ہیں۔ اس طرح کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ (الملک: ۴) اس آیت میں لفظ يَنْقَلِبْ مجزوم ہے اس میں باء ساکن ہے مضموم نہیں ہے جس طرح بعض طلباء گمان کرتے ہیں۔ سورہ بقرہ 61 میں ہے: فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا۔

يُخْرِجْ میں ج ساکن ہے یہ بھی مجزوم ہے مضموم نہیں ہے۔

وقوله تعالىٰ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ (البقرة: ۶۸)

یہاں بھی يُبَيِّنْ جواب طلب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

۳۔ قرآنی رسم الخط سے عدم واقفیت کی وجہ سے پیش آنے والی اغلاط

کلمات قرآنیہ کا رسم الخط توقیفی ہے۔ زمانہ نبوت سے عہد بہ عہد آ رہا ہے۔ اسی لئے لغت عرب سے مختلف رسم الخط ہے جو فقط کلمات قرآنیہ کے لیے ہے۔ لہٰذا کچھ لوگ جو اس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ غلط پڑھ جاتے ہیں۔ ۱۔ انہی قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے کہ الف کو واؤ سے بدل کر اس کے اوپر ایک اشارہ ڈال دیتے ہیں کہ اس واؤ کو الف ہی پڑھنا ہے جس طرح فرمان الٰہی ہے: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ (الجمعہ: ۱۰) پس

Marfat.com

لفظ صلاۃ قرآن پاک میں واؤ کے ساتھ صلوۃ لکھا جاتا ہے اور صلاۃ پڑھا جاتا ہے اصل میں یوں ہے فاذا قضیت الصلوۃ واؤ پر ایک چھوٹا سا علامتی الف ہے لفظ زکاۃ (زکوۃ) اور ربا (ربو) وغیرہ بھی اسی طرح ہیں۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (مومنون)

لیکن یہ اشارہ اگر واؤ کے بعد ہو تو واؤ الف کے ساتھ نہیں بدلتا تو واؤ ہی رہتا ہے اور الف کو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے جیسے صَلَوٰتِهِمْ کو صلاتهم نہیں پڑھ سکتے۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ قرآنی رسم الخط میں صَلَوٰتِهِمْ ہے علامتی الف واؤ پر نہیں بلکہ واؤ کے بعد ہے۔

دوسرا قاعدہ: ہمزہ جو الف سے پہلے آتا ہے اس کا مطلب ہوتا ہے کہ الف کو ممدود بد طبعی لمبا کر کے پڑھا جائے اور اگر ہمزہ الف کے اوپر لکھا گیا ہو تو اس سے معروف ہمزہ ہی مراد ہوتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے: اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ (الذاریات)

اٰخِذِيْنَ اور اٰتٰهُمْ سے پہلے جو ہمزہ مرقوم ہے وہ مد ہمزہ پر دلالت کر رہا ہے۔

اور اگر ہمزہ الف کے اوپر ہو تو اس سے عام ہمزہ ہی مراد ہوتا ہے جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے: كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ (الذاریات:52)

لفظ اَتَى آتی سے مختلف ہے لہٰذا ملحوظ رکھنا چاہیے۔

تیسرا قاعدہ: کسی کلمہ سے الف حذف کر کے اوپر علامت ڈال کر لکھنا جیسے فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المومنون)

لفظ اَمٰنٰتِهِمْ قرآن پاک میں الف حذف کر کے اَمٰنٰتِهِمْ لکھا جاتا ہے۔

وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ (آل عمران:195)

پس لفظ قٰتَلُوْا اور قُتِلُوْا میں فرق ملحوظ رکھو اور اگر اوپر والی علامت کا لحاظ نہ رکھا جائے تو پڑھنے والا قاتلو کو قتلوا پڑھ دے گا جو غلطی ہے۔

Marfat.com

۴۔ دیگر اغلاط

بہت ساری اغلاط ایسی ہیں جو تلفظ قرآنی میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے زبان زد عام ہو جاتی ہیں جس طرح فرمان باری ہے۔

اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى (یونس:۳۵)

اس آیت میں يَهِدِّيْ کا معنی ہے يَهْتَدِيْ لیکن اگر اس کو مشدد نہ پڑھا جائے تو معنی بدل جاتا ہے۔

دوسری آیت میں ہے: وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح)

اس آیت میں لفظ علیہ میں قرأت حفص کے مطابق (ہ) ضمیر پر پیش ہے زیر نہیں۔

اگلی آیت میں ارشاد ہے: مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا (الانفال:72)

وَّلَايَتِهِمْ میں واو پر زبر ہے زیر نہیں۔

اسی طرح هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (الکہف:۴۴) میں بھی ولایۃ میں واو پر فتحہ (زبر) ہے زیر (کسر) نہیں دو اور آیتیں ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ (البقرہ:۲۴۹)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ (القمر)

ان آیات میں لفظ نَهَرٍ کے فتحہ (زبر) کے ساتھ ہے ساکن نہیں جس طرح کہ عام طور پر زبان پر آجاتا ہے۔

آخری بات

دوران تلاوت اکثر پیش آنے والی اغلاط'' یہ موضوع انتہائی اہم موضوع ہے جس سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے بالخصوص اس دور میں جبکہ اکثر لوگ علم کی طرف سے غافل ہیں اور قواعد لغت عربیہ میں ان کی دلچسپی کم ہوگئی ہے نیز عجمی لہجے ان پر غالب آچکے ہیں۔ غلطیاں عام ہو چکی ہیں یہاں تک یونیورسٹیوں سے اسناد حاصل کرنے والے اور سپیشل کورسز کرنے والے احباب بھی ان غلطیوں سے پاک نہیں رہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ علم نحو اور قواعد اعراب سے آگاہی کے لئے خوب محنت کریں کیونکہ علم نحو کتاب اللہ کا

Marfat.com

خادم علم ہے نیز یہ تلاوت میں تصحیح اور تکلم میں غلطی سے تحفظ کا سبب بھی ہے۔
ابن الوردی کہتے ہیں ترجمہ شعر:

''کلام (گفتگو) علم نحو سے مزین کی گئی ہے پس جو صحت اعراب سے محروم ہے اس کی حالت خراب ہے''۔

ابوالحسن حصری اپنے منظوم کلام میں تجوید اور قرات نافع کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ اشعار:

''کچھ لوگ علم قرات جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ علم نحو میں ان کے حدود اربعہ بالشت سے بھی کم ہوتے ہیں اگر پوچھا جائے کہ اس (لفظ) کا اعراب اور وجہ اعراب کیا ہے تو چوڑے چکلے سینے والا انگشت کے حلقے سے بھی چھوٹا نظر آتا ہے''۔

ابومزاحم الخاقانی فرماتے ہیں۔ترجمہ اشعار:

''اے قرآن پڑھنے والے حسن ادائیگی اختیار کر۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ تلاوت کرنے والا (شرائط تلاوت) نبھانے والا نہیں اور ہر قرأت کرنے والا (حقیقی) قاری نہیں۔علم قرآن کی پہلی شرط بہترین حفظ اور غلطی کی پہچان ہے۔ پس تو متشابہات کا جاننے والا بن جا۔ کیونکہ جو (لحن فی القرآن) غلطی کی معرفت نہیں رکھتا اس کے لئے (یہ عدم معرفت) کوئی عذر نہیں''۔

ہاں واقعی غلطی اور خطا کے مقامات سے آگاہی بہت ضروری ہے تاکہ خطا سے بچ سکے اور اس میں وہ سستی کرے تو یہ کوئی عذر نہیں ہے۔

رسالتمآب ﷺ کے عہد مبارک سے ہی یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ قرآن پاک ماہر اساتذہ کی زبانوں سے سیکھا جاتا تھا تاکہ طالب علم ہر لفظ کو اچھی طرح ادا کرسکے اور کسی کلمے میں شک و شبہ کا شکار نہ ہو۔ وہ لوگ فرمایا کرتے ہیں (اعظم البلیة تشخیخ الصحیفة) قرآن کو استاد بنالینا سب سے بڑی مصیبت ہے۔ اس موضوع پر حسن بن عبداللہ عسکری نے ایک کتاب لکھی ہے تاکہ تصحیف کی حوصلہ شکنی کی جاسکے۔

Marfat.com

تصحیف سے مراد ہے اساتذہ کی زبانوں سے سنے بغیر فقط مصحف شریف سے پڑھنا اور یاد کرنا۔

اسی لئے میں اپنے بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ ماہر اساتذہ اور اجل شیوخ کی مبارک زبانوں سے سن کر اپنے تلفظ کو درست کریں۔ یہی بہترین طریقہ ہے۔ اسی طرح میں اپنے مدرس بھائیوں کو بھی گذارش کرتا ہوں کہ وہ مثالیں بیان کر کے اپنے طلباء کو غلط قرآن پاک پڑھنے سے ڈرائیں اور انہیں صحیح تلاوت کی بہترین مشق کروائیں۔

ان اغلاط سے اجتناب اس لئے بھی بہت ضروری ہے کہ جب کوئی طالب علم کسی مسجد یا حلقہ درس میں جا کر بھی کوئی لفظ غلط طریقے سے پڑھ کر یاد کر لیتا ہے اور پھر اسے بار بار دھراتا رہتا ہے اسی طرح مدت گزر جاتی ہے اور یہ غلطی اس کے خانہ حفظ میں راسخ ہو جاتی ہے بعد ازاں اگر اسے اپنی غلطی کا علم ہو تو اس کے لئے اصلاح بہت مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ اس کی زبان اس غلطی کی عادی ہو چکی ہوتی ہے۔

لہٰذا صحیح تلاوت کا اہتمام واجب ہے اور اس کی ذمہ داری مدارس و جامعات میں پڑھانے والے تمام مدرسین پر عائد ہوتی ہے نیز ان والدین کی بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم سے حصہ عطا فرمایا ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی اولاد کو تلاوت کی مشق کروائیں اور انہیں حفظ قرآن کی اچھی طرح ترغیب دیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارا سوال ہے کہ وہ ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرمائے جو اسے پسند ہیں اور ہمیں قرآن پڑھنے والا، پڑھانے والا بنائے اور ہمارے اعمال میں خلوص عطا فرمائے انہ سمیع مجیب۔

ذہنی آزمائش کے لیے چند سوالات

اس فصل کے آخر میں اب ہم چند ایک سوالات پیش کر رہے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں دوران تلاوت غلطی کا امکان رہتا ہے۔ اس اشتباہ کی وجوہات ہم یہاں نہیں بیان کر رہے تاکہ پڑھنے والا خود ان اسباب کو تلاش کرے اور اگر آپ کتب تفسیر کی طرف

Marfat.com

رجوع کر کے ان اسباب کو تلاش کریں تو کیا ہی اچھا ہے سوالات حسب ذیل ہیں:

۱۔ قال تعالیٰ (ثم ارجع البصر کرتین) وقال ایضاً (واذا رأیت ثَمّ رایت نعیماً) لفظ ثم پہلی آیت میں ث کے ضمہ کے اور دوسری آیت میں ث کے فتحہ کے ساتھ آیا ہے وجہ بیان کریں؟

۲۔ قال تعالیٰ (اومن کان مَیْتاً فاحییناہ) وقال ایضاً (انک مَیِّتٌ وانھم میتون) پہلی آیت میں میتا کے یا پر شد نہیں جبکہ دوسری آیت میں میت کی یا مشدد ہے کیا وجہ ہے؟

۳۔ قال تعالیٰ (ومن اللیل فسبحہ وأدبار السجود) وقال ایضاً (ومن اللیل فسبحه وإدبار النجوم) ادبار کا ہمزہ پہلی آیت میں مفتوح اور دوسری آیت میں مکسور ہے وجہ کیا ہے؟

۴۔ قال تعالیٰ (ان الذین کفروا ینادَوْن) وقال ایضاً (وینادونھم الم نکن معکم) پہلی آیت میں ینادون کے دال پر فتحہ اور دوسری آیت میں دال پر ضمہ ہے کس لیے؟

۵۔ قال تعالیٰ (انھم کانوا قوم سوء فاسقین) وقال ایضاً (اولئک الذین لھم سُوء العذاب) پہلی آیت میں لفظ سوء س کے فتحہ اور دوسری آیت میں س کے ضمہ کے ساتھ آیا ہے کیا سبب ہے؟

۶۔ قال تعالیٰ (أمراً من عندنا انا کنا مرسلین) وقال ایضاً (کذبت عاد المرسَلین) پہلی آیت میں مرسِلین بکسر السین اور دوسری آیت میں مرسلین بفتح السین میں کیا فرق ہے؟

۷۔ قال تعالیٰ (ھل اتاک حدیث ضیف ابراھیم المکرمین اذ دخلوا علیه فقالوا سلاماً قال سلامٌ) ایک ہی آیت میں لفظ سلاماً اور سلامٌ آیا ہے کیا وجہ ہے؟

۸۔ قال تعالیٰ (ھانتم ھؤلاء تُدعون لتنفقوا فی سبیل الله فمنکم من یبخلُ ومن یَبْخَلْ فانما یبخل عن نفسه) لفظ یبخل تین دفعہ آیا ہے پہلی اور تیسری دفعہ مضموم اور دوسری دفعہ مجزوم ہے کبھی اس میں غور کیا؟

Marfat.com

۹۔ قال تعالیٰ (قولوا امنا باللہ وَما انزل إلینا وما أُنزل الی ابرٰھیم واسمٰعیل واسحاقَ و یعقوبَ والاسباطِ) چند آیات کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ام تقولون ان ابراھیم واسماعیل واسحاق و یعقوبَ والاسباطَ کانوا ھودًا اونصاریٰ) لفظ اسباط پہلی آیت میں مکسور اور دوسری آیت میں مفتوح ہے حالانکہ دونوں پر عطف ہی ہے وجہ کیا ہے؟

۱۰۔ قال تعالیٰ (یاایھا الذین امنوا تقواللہ وقولوا قولاً سدیداً) وقال ایضاً (للذین احسنوا منھم واتقَوْا اجرٌ عظیمٌ) پہلی آیت میں اتقواق کے ضمہ اور دوسری آیت میں ق کے فتحہ کے ساتھ آیا ہے وجہ بتائیں؟

۱۱۔ قال تعالیٰ (واختلاف السنتکم والوانکم انّ فی ذلك لایاتٍ العالمین) وقال ایضاً (فانجیناہ واصحٰب السفینة وجلعناھا ایةً للعالمین) لفظ العالمین پہلی آیت میں لام کے کسرہ اور دوسری آیت میں لام کے فتحہ کے ساتھ آیا ہے۔ اس اختلاف کا سبب کیا ہے؟

کوشش بسیار کے باوجود جب ان سوالات کے جوابات تیرے لئے مشکل ہوجائیں تو آنے والے صفحات پر ان کے مختصر جوابات درج ہیں انہیں دیکھ لے۔

سوالات کے جوابات

۱۔ ثُمَّ بضم الثاء حرف عطف ہے، ثَمَّ بفتح الثاء ظرف مکان ہے اس کا معنی ہے اس جگہ۔

۲۔ میتٌ یاء ساکن کے ساتھ اس کا معنی ہے وہ جو مر چکا ہو اور اگر یا پر شد ہو تو اس کا معنی ہے وہ جسے (عنقریب) موت آنے والی ہو۔

۳۔ اَدبار بفتحہ ہمزہ اور ادبار بکسرہَ ہمزہ کے معانی میں کافی فرق ہے اَدبارا لسجود کا معنی ہے نمازوں کے بعد اور اِدبار النجوم کا معنی ہے جب ستارے غروب ہو کر چھپ جائیں۔

۴۔ یُنادَوْنَ دال کے فتحہ کے ساتھ یُدعٰی سے ماخوذ ہے یعنی انہیں ملائکہ آواز دیتے ہیں

Marfat.com

اور یُنادُوْن بضمہ دال یُنَادِیْ سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے وہ لوگ گفتگو کرتے ہیں۔

۵۔ سَوْء بفتحہ ''س'' کا معنی قبح اور برائی ہے دوسری جگہ سُوْء بضمہ ''س'' کا معنی شر ہے

۶۔ مرسِلین بکسرہ ''س'' کا معنی ہے بھیجنے والے اور اس کے فتحہ کے ساتھ مرسلین کا معنی ہے بھیجے ہوئے یعنی انبیاء، رسل علیہم السلام۔

۷۔ سلامًا منصوب یعنی ہم (ابراہیم علیہ السلام) پر سلام بھیجتے ہیں سلامٌ مبتدأ ہے اس لئے مرفوع ہے۔

۸۔ یبخلْ مجزوم ہے کیونکہ یہ مَنْ جازمہ کی وجہ سے فعل شرط بن رہا ہے۔ پھر جب جواب شرط بنا تو یبخلُ مضموم ہو گیا۔

۹۔ لفظ الاسباطِ پہلی آیت میں مکسور آیا ہے کیونکہ یہ ماقبل پر معطوف ہے۔ دوسری آیت میں الاسباط منصوب ہے اس کا بھی ماقبل پر عطف ہے۔

۱۰۔ اتقُوا بضمہ قاف فعل امر ہے۔ اتقَوا بفتحہ قاف فعل ماضی ہے۔

۱۱۔ العالِمین بکسرہ لام عالِم کی جمع ہے یعنی وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے۔ العالَمین بضمہ لام عالَم کی جمع بمعنی جہان ہے۔

Marfat.com

پانچواں باب

حفظ قرآن کی فضیلت اور اہل قرآن کی عظمت

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے نیک لوگوں کے دلوں کو اپنے کلام پاک کی قرار گاہ اور ان کے سینوں کو اپنی آیات کا مصحف بنا کر اس امت کی حوصلہ افزائی کی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوالعلم ترجمہ: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا (جمال القرآن)۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے قرآن کریم کا حفظ آسان کر دیا ہے اور مومنین کے سینے اس کی تلاوت اور اس سے اثر پذیری کے لئے کھول دیئے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ترجمہ: اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لئے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ (جمال القرآن)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم سے پہلی امتوں کے لوگ اپنی اپنی کتابیں دیکھ کر پڑھا کرتے تھے جب وہ کتابیں سامنے سے ہٹادی جاتیں تو انہیں کچھ بھی یاد نہ رہتا۔

اے غلامان مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ نے نعمت حفظ فقط تمہیں عطا کی ہے۔ یہ ایسا خاصہ ہے جس سے تمہیں نوازا گیا ہے۔ اس کرامت سے فقط تمہیں سرفراز کیا گیا ہے۔

امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بلاشبہ نقل قرآن کے سلسلہ میں مصاحف اور کتب کی بجائے حفاظ کے دلوں اور سینوں پر زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم خصوصیت ہے جو اس امت کو عطا کی گئی ہے جبکہ دیگر اہل کتاب (اقوام) اس سے محروم ہیں وہ اپنی کتب کو لکھ کر ان کی حفاظت کرتے تھے اور بغیر کتاب کے زبانی پڑھنے (کی لذت) سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس کتاب کے حفظ کے لئے اپنے پسندیدہ بندوں کو خاص کر دیا تو یہ فریضہ عظیم ائمہ کے سپرد کر دیا جو صحت قرآن کی خاطر دنیا سے کنارہ کش ہو گئے اور اس فرض کی تکمیل کے لئے اپنی زندگیاں خرچ کر ڈالیں اور نبی کریم ﷺ سے حرف بحرف قرآن حاصل کیا یہاں تک کہ

Marfat.com

کسی حرکت (اعراب قرآن میں زیر، زبر، سکون) سے بھی غافل نہ ہوئے اس بات کو امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اعجاز کی وجوہات میں سے ایک وجہ شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایسی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے قرآن دیگر آسمانی کتابوں سے ممتاز ہو گیا ہے۔

فرماتے ہیں:

یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے کہ ہر زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتا ہے اور اسے ان پڑھ عجمی یاد کر لیتے ہیں۔ قرآن کے علاوہ دوسری کتابیں حفظ کرنا اتنا آسان نہیں اس فضیلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو باقی تمام کتب سے افضل بنایا ہے۔

حضور ﷺ نے حفظ قرآن کی عظمت اجاگر کرنے کا کوئی موقع ترک نہیں فرمایا۔ آپ حفظ قرآن کی وجہ سے صحابہ کرام کو مقام و مرتبہ عطا فرماتے تھے۔ جو سب سے زیادہ حافظ (آیات) قرآن ہوتا اسے پرچم عطا فرماتے۔ جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے کو ان کی نماز کا امام بناتے۔ شہداء میں سے قبر میں پہلے اسے رکھتے جسے زیادہ قرآن یاد ہوتا۔

حفظ قرآن کو ''مہر'' قرار دے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شادی کر دیا کرتے تھے۔

اس قصے کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں (باب القراءۃ عن ظہر قلب) کے عنوان سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا: تجھے کتنا قرآن یاد ہے اس نے گن کر عرض کیا فلاں فلاں سورت۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم وہ سورتیں زبانی پڑھ سکتے ہو۔ اس نے عرض کیا ہاں، تو حضور ﷺ نے فرمایا جا حفظ قرآن کے صدقے میں نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں حامل قرآن کے فضائل کے حوالہ سے ایک علیحدہ باب باندھا ہے اور اس کا نام (باب اغتباط صاحب القرآن) رکھا ہے اور اس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث ذکر فرمائی ہے۔

لا حسد الا علی اثنتین رجل اتاہ اللہ الکتب وقام بہ اناء اللیل

Marfat.com

ورجل اعطاہ اللہ مالاً فھو یتصدق بہ اٰناء اللیل واٰناء النھار

دو قسم کے آدمی قابل رشک ہیں ایک وہ شخص جسے اللہ نے قرآن عطا کیا اور وہ قرآن (پڑھتے پڑھتے) رات بھر قیام کرتا رہا اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا فرمایا اور وہ رات دن صدقہ کرتا رہا۔

مسلم کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ اس میں فقط اتنا اضافہ ہے کہ وہ شخص قرآن کے ہمراہ رات دن قیام میں مصروف رہا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس حکمت سے یوں پردہ اٹھایا ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب کے تحت کیوں بیان فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ وہ شخص جو صاحب قرآن نہیں اسے صاحب قرآن کے ساتھ رشک کرنا چاہیے کیونکہ اسے قرآن پر عمل سے نوازا گیا ہے تو صاحب قران جب مخبر صادق ﷺ کی زبان مبارک سے اس بچی خوشخبری کو سنے تو اسے اپنے نصیب پر زیادہ رشک کرنا چاہیے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کا مضمون ... تا ہے کہ صاحب قرآن غبطہ یعنی خوشحالی میں ہے۔ پس چاہیے کہ اس جیسی حالت کی ہر ایک تمنا کرے اور ایسی تمنا کرنا مستحب ہے۔

اور یہ تمنا اس حسد سے مختلف ہے جس میں کسی دوسرے کی نعمت کے چھن جانے کی خواہش کی جاتی ہے۔

پس اے حامل قرآن تجھے مبارک ہو یہ عظیم نعمت جس کے ساتھ تجھے اللہ تعالیٰ نے عزت، توفیق بخشی ہے اور تو نے اپنے سینے میں کلام الٰہی محفوظ کر لیا ہے۔ (وہ کلام کہ) جس میں باطل کسی طریقے سے دخل اندازی نہیں کر سکتا اور (اس مژدہ جانفزا پر) تو مسرور ہو جا کہ اللہ تعالیٰ نے تیر... لے جنت میں بلند درجات تیار کر رکھے ہیں جن (درجات میں) تو بلندیوں کی طرف محو پرواز رہے گا اس مقدار کے مطابق جتنا قرآن تجھے یاد ہوگا۔

Marfat.com

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔

اہل قرآن سے کہا جائے گا پڑھتا جا اور (جنتی سیڑھیوں پر) چڑھتا جا اور خوب اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ (اس کا انعام یہ ہے) کہ جہاں تو آخری آیت ختم کرے گا وہ جگہ تیری منزل ہوگی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے راوی ہیں کہ يجئ القرآن يوم القيمة فيقولُ يارب حلّه، فيلبسُ تاج الكرامة،ثم يقول يارب زِدْهُ فيلبس حلة الكرامة، ثم يقول يارب ارض عنه فيرضى عنه فيقال له اقرأ وارق، تزاد بكل آية حسنة۔

ترجمہ: قرآن پاک روز حشر اللہ کی بارگاہ میں آئے گا اور کہے گا اے میرے رب (میرے اس دوست کو) حلہ عطا فرما اللہ تعالیٰ اسے تاج کرامت پہنا دے گا قرآن عرض کرے گا اے میرے رب کچھ اور بھی تو اللہ تعالیٰ اسے حلہ کرامت عطا فرما دے گا۔ پھر قرآن عرض کرے گا اے میرے رب اس شخص کے ساتھ راضی ہو جا اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اسے کہا جائے قرآن پڑھتا جا اور منازل طے کرتا جا تمہیں ہر آیت کے بدلے ایک نیکی بھی دی جائے گی۔ (ترمذی)

یہ اجر عظیم صرف حافظ قرآن تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا فیضان اس کے والدین تک بھی پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن عزت و کرامت سے نوازے گا اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی تربیت ان خطوط پر کی کہ اسے تلاوت قرآن، حفظ قرآن اور اس پر عمل کی طرف رہنمائی کی۔

اور اس کی حوصلہ افزائی کی یہاں تک کہ وہ حافظ قرآن کریم ہوگیا۔ معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

من قرأ القرآن وعمل بما فیه، البس اللہ والدیہ تاجاً یوم القیامة ضوؤہٗ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا، فما ظنکم بالذی عمل بھذا۔

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک دنیوی گھروں میں سورج کی چمک سے حسین ہوگی پس اس شخص کے اجر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا۔

(ابوداؤد)

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ان کے عربی اشعار کا ترجمہ ہے:

(قرآن پاک) بہترین ساتھی ہے جس کی گفتگو اکتاہٹ سے پاک ہے تو اسے بار بار پڑھے تو اس کے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔

پس اے قاری قرآن جس نے اس کتاب کو تھام لیا ہے اور ہر میدان میں اس سے نور کی خیرات لینے والا ہے تجھے مبارک ہو۔

(صرف تجھے ہی مبارک نہیں بلکہ) تیرے والدین کو بھی نورانی تاج پہننے پر خوشگوار مبارک باد۔ رہا وہ شخص جس نے قرآن کریم کی طرف سے منہ موڑ لیا اور اس پر عمل پیرا ہونے اور تلاوت کرنے سے رک گیا دنیوی امور میں منہمک رہ کر عمر برباد کردی اور آیات قران کا تھوڑا سا حصہ بھی یاد کرنے کی طرف توجہ نہ دی ایسے شخص کا دل اندھا ہے۔ حضور ﷺ نے ایسے دل کو ویران گھر سے تشبیہ دی ہے جو مکڑیوں کی آماجگاہ ہوتا ہے اور وہاں روشنی کا گزر بھی نہیں ہوتا۔

اسی لئے شیطان ایسے دل میں وسوسہ اندازی میں کامیاب ہوجاتا ہے اور ایسے دل کو گناہوں سے بھر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ایسا دل تاریک اور ویران گھر کی طرح ہوجاتا ہے جس کی طرف کوئی نہیں جاتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ

Marfat.com

جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرَابِ (ترمذی)

"جس شخص کے سینے میں قرآن کا کچھ (بھی حصہ) نہیں (ایسا سینہ) ویران گھر کی طرح ہے"۔

بلا شبہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسلمان کو کچھ آیات قرآن یاد کئے بغیر چارہ نہیں پھر اسے چاہیے کہ کچھ اور یاد کرلے تاکہ مزید اجر کا حقدار بن جائے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفظ قرآن میں باہمی مقابلے کرتے تھے اور اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے اور اس کی سورتوں کی تحفیظ میں حد درجہ حریص تھے۔

امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت میں دس سال کا تھا اس وقت میں نے (محکم) یاد کرلی تھی۔

دوسری روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کے زمانے میں محکم جمع کرلی تھی ان سے پوچھا گیا محکم سے کیا مراد ہے انہوں نے فرمایا (المفصل) یعنی سورۂ حجرات سے لے کر سورۃ الناس تک۔

Marfat.com

چھٹا باب

حفظ کی اہمیت اور نسیان سے پرہیز

بلاشبہ نسیان (بھول جانا) ایک فطری بات ہے لیکن یہ عادت مختلف لوگوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کامل حفظ والا ہو کر جب چاہے پڑھے ہوئے کو خانۂ حفظ سے نکال کر زبان پر لا سکے۔

مشیت الٰہی کا تقاضا ہی یہی ہے کہ اگر حفظ کئے ہوئے قرآن کو بار بار دھرایا نہ جائے تو یہ سینوں سے نکل جائے۔ شاید یہ کچھ حکمتوں پر مبنی ہو سب سے نمایاں حکمت تو یہ ہے کہ بندوں کے دل اس امتحان اور مشقت سے گزرتے رہیں تاکہ ہمہ وقت قرآن میں مشغول رہنے والے دل اور ایک بار مشغول ہونے والے دل میں تمیز ہو سکے۔

اسی طرح ایک دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ بندۂ مومن کی نیکیوں کے ذخیرے کی حفاظت ہوتی رہے اس طرح وہ بار بار تلاوت کرے اور ہر حرف کے بدلے ایک ایک نیکی پائے اگر وہ فقط ایک بار یاد کرے اور بھولے نہیں تو اسے کثرت تلاوت کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس طرح اس کی بہت ساری نیکیاں ضائع ہو جائیں گی۔ دریں معنی حفظ قرآن میں خوف نسیان ایک گراں قدر نعمت ہے مسلمانوں کو جس کی اہمیت کا صحیح احساس نہیں۔ پس نسیان تمہیں لگاتار تلاوت کی ترغیب دیتا ہے اور تیرے رب کی بارگاہ میں تیرے اجر میں اضافہ کرتا ہے کیونکہ ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی (کبھی کبھی) دس گنا تک ہو جاتی ہے۔

حضور رحمت عالم ﷺ نے متعدد احادیث میں قرآن پاک کے مسلسل (دور) پر ابھارا ہے تاکہ قرآن پاک بھول نہ جائے اور اس سلسلہ میں سستی اور غفلت سے ڈرایا ہے۔

بخاری و مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صاحب قرآن کی مثال باندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ہے اگر ان کی نگرانی کی جائے تو بندھے رہتے ہیں اور اگر آزاد چھوڑے جائیں تو بھاگ جاتے ہیں۔

Marfat.com

سب جانتے ہیں کہ جب اونٹ بھاگ جائیں تو مشقت وتھکاوٹ کے بغیر نہیں قابو کئے جاسکتے۔ اس طرح قرآن (حفظ کرنے) والا بھی اگر تکرار تلاوت نہ کرے تو قرآن اس کے سینے سے نکل جاتا ہے اور دوبارہ حفظ میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: جب تک تکرار موجود رہے گا حفظ بھی برقرار رہے گا۔ جس طرح اونٹ جب تک بندھا رہے محفوظ رہتا ہے۔ یہاں بالخصوص اونٹ کی مثال دی گئی کیونکہ یہ ایسا حیوان ہے کہ حالت سرکشی میں انسان سے حد درجہ وحشت محسوس کرتا ہے اور حالت وحشت میں اس پر قابو پانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس قرآن کی خوب حفاظت کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان (پاک) ہے یہ قرآن بھاگنے میں بندھے ہوئے اونٹوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے قرآن کو یاد کیا کرو کیونکہ یہ لوگوں کے سینوں سے نکلنے میں پاؤں بندھے چوپایوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔

ابن بطال فرماتے ہیں یہ حدیث دو آیتوں سے ملتی جلتی ہے۔

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝ (مزمل)

''بے شک ہم جلد ہی القا کریں گے آپ پر ایک بھاری کلام''۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ (قمر:17)

پس جو شخص حفظ وتکرار کے ذریعے اس کی حفاظت کرے گا اس کے لئے قرآن آسان کر دیا جائے اور جو منہ موڑ لے گا اس سے قرآن بھی رخ پھیر لے گا۔

اس حدیث پاک میں دائمی حفظ وتکرار پر برانگیختہ کیا گیا تاکہ نسیان لاحق نہ ہو۔ سرکار دو عالم ﷺ نے مقصود کی وضاحت کے لئے یہ مثال بیان فرمائی ہے۔ نیز اسے قسم (فوالذی نفس محمد بیدہ) سے مؤکد کیا ہے تاکہ حفظ وتکرار قرآن کی اہمیت کا اظہار ہو سکے۔

Marfat.com

ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ ذنوب امتی فلم أَرَ ذنبًا اعظم من سورة من القرآن او آية اوتيها رجلٌ ثم نسيها۔

ترجمہ: میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کئے گئے میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ دیکھا کہ ایک آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت عطا کی گئی ہو اور پھر اس نے اسے بھلا دیا۔ (اوتیہا) کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حفظ قرآن ایک نعمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے جس کا شکر واجب ہے نہ کہ ناشکری۔

بلاشبہ اس وعید سے ترک عمل اور ترک تلاوت دونوں مراد ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی طرف سے شکوہ بیان کیا ہے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے قرآن پاک کو ترک کردیا۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ (فرقان)

ترجمہ: گزر چکا ہے۔

نسیان سے مراد فقط ترک عمل ہی نہیں بلکہ عدم تذکیر بھی نسیان ہی ہے پھر نسیان کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ نسیان جو دنیوی امور میں کثرت سے مشغول رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے یہاں تک کہ انسان کو تلاوت اور مراجعت کا وقت ہی نہیں ملتا یہ نسیان مذموم ہے اور وعید بھی اسی کے بارے میں ہے۔

دوسری قسم: وہ نسیان جو غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں بلکہ عمر کی زیادتی قوت حفظ کی کمی یا کسی عارضی مصروفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ایسا نسیان انشاء اللہ وعید سابق میں نہیں داخل ہوگا۔

اس حدیث پاک کے بیان کا مقصود اس گناہ عظیم کا بیان ہے جو قرآن پاک سے رو

Marfat.com

گردانی کرنے والے کو ہوتا ہے کیونکہ (یہ نسیان) کتاب اللہ کی طرف عدم توجہی اور اس نعمت کی قدر دانی نہ کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض گناہ نسیان قرآن سے بھی بڑے ہیں اس جگہ نسیان کو عظیم گناہ کیوں کہا گیا ہے۔

علماء نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ یہاں مطلق گناہ عظیم نہیں مراد بلکہ نسیان کی وجہ سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں ان تمام میں سب سے عظیم گناہ قرآن کو بھلا دینا اور اس کی طرف سے بے رخی کرنا ہے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء سلف ہمیشہ اس بات سے خائف رہتے تھے کہ حفظ کے بعد قرآن پاک بھلا نہ دیا جائے چند ایک عوامل ایسے بھی ہیں جو پڑھے ہوئے کو یاد رکھنے میں معاون ہیں انہیں ہم آگے بیان کریں گے۔ ان میں سب سے نمایاں یہ عمل ہے کہ اچھی طرح حفظ کیا جائے۔ (یعنی حفظ کچا نہ ہو) نیز آیات کے معنی اچھی طرح سمجھ کر یاد کرنا، یاد کر کے پھر دہراتے رہنا اور ذہنی و جسمانی طور پر صحت مند ہونا۔

Marfat.com

ساتواں باب

حفظ دہرائی کے بارے میں کچھ نصائح

اخی القاری آپ نے اس اجر عظیم اور بلند مرتبے کو جان لیا ہوگا جو حافظ قرآن یا اس کے چند اجزاء کے حفظ کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ امید ہے آپ کا دل چاہتا ہوگا تو بھی انہیں لوگوں میں سے ہو جائے اور اسی راہ پر گامزن ہو جائے تاکہ رضائے رب رحمٰن حاصل کر سکے اگر ایسا ہے تو ان نصیحتوں پر عمل ضروری ہے۔ وہ نصیحتیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ اخلاص علم اور فہم کی کنجی ہے

حفظ قرآن سے تمہارا مقصد اللہ کی رضا ہو اس بات سے بچو کہ تمہارا مقصد (محض) لوگوں کی نگاہ میں قدر و منزلت یا مالی فوائد یا دنیوی انعام ہو۔ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لئے کیا گیا ہو فرمان الٰہی ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (البینہ:5)

2۔ گناہوں سے پرہیز

گناہوں سے پرہیز بہت ضروری ہے کیونکہ وہ دل جو گناہوں سے تاریک ہو چکا ہو اور دنیوی شہوات سے سیاہ ہو چکا ہو ایسے دل میں نور قرآن کی کوئی گنجائش نہیں۔ پس گناہ حفظ قرآن کے لیے رکاوٹ ہیں نیز شیطان کے وسوسے ذکر الٰہی سے پھیر دیتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ (المجادلہ:19)

حضرت عبداللہ بن مبارک نے ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

ما من احد تعلم القرآن فنسیه اِلّا بذنب یحدثهٗ لان الله تعالٰی یقول وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (شوریٰ:30)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی تیز فہمی اور سرعت حفظ میں مشہور ہیں وہ اپنے استاذ

Marfat.com

حضرت وکیع کی بارگاہ میں قوت حفظ میں کمی کی شکایت کرتے ہیں تو حضرت استاد انہیں ایک تیر بہدف علاج ترک گناہ اور رب سے غافل کر دینے والی ہر چیز سے منہ موڑ لینے کی نصیحت فرمارہے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شکوت الی وکیع سوء حفظی فارشدنی الی ترك المعاصی
واخبرنی بان العلم نور ونورُ الله لا یهدی لعاصی

میں نے حضرت وکیع کی بارگاہ میں کمی حافظہ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے ترک گناہ کی نصیحت کی اور مجھے بتایا کہ علم نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا ہے۔ امام ابن منادی فرماتے ہیں قوت حفظ میں اضافہ کرنے والی کئی چیزیں ہیں ان میں سے ایک گناہوں سے پرہیز ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنے نفس سے جھگڑا کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے کان (سنی اور پڑھی ہوئی چیز کو) محفوظ کر لیتے ہیں اور اس کا ذہن رین (زنگ) سے پاک ہو جاتا ہے رین سے مراد ہر وہ چیز ہے جو دل کو گناہ کے غلاف میں لپیٹ دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (مطففین)

۳۔ بچپن اور جوانی کی عمر سے فائدہ اٹھانا

اس کی وجہ یہ ہے کہ چھوٹے بچے کا دل تفکرات سے خالی اور خواہشات سے پاک ہوتا ہے احنف بن قیس سے حکایت ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا التعلم فی الصغر کا لنقش علی الحجر بچپن میں سیکھنا پتھر پر لکیر کی طرح ہے اس پر احنف نے کہا الکبیر اکثر عقلاً لکنه اشغل قلباً اگرچہ بڑے آدمی کی عقل زیادہ ہوتی ہے لیکن دل فارغ نہیں ہوتا۔

لہٰذا جس کا وقت شباب بیت جائے اسے قطعاً حفظ قرآن میں سستی نہیں کرنی چاہیے کہ جب آدمی کا دل مشاغل وافکار سے خالی ہوگا تو اسے حفظ قرآن میں سہولت میسر ہوگی وہ سہولت جو دیگر حالات میں نہیں حاصل ہوتی فرمان باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر)

"تحقیق ہم نے قرآن آسان کردیا ہے یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا"۔

یہ سہولت حفظ وتلاوت قرآن پاک کے خصائص میں سے ہے اے میرے برادر مسلم تجھے یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ جب انسان بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو اس کی نظر کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے اس حالت میں وہ مصحف شریف سے دیکھ کر قرأت نہیں کرسکتا۔ اس حالت میں اس کے پاس فقط وہی خزانہ ہوگا جو اس کے سینے میں محفوظ ہوگا جس کی وہ تلاوت بھی کرے گا اور تہجد میں بھی پڑھے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو اس سے بڑھ کر حسرت وندامت اور کونسی ہوگی۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عبادت شعار خاتون حضرت عثامہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ بڑھاپے میں ان کی بینائی ختم ہوگئی ایک دن ان کا بیٹا ان کے پاس آیا۔ اس خاتون نے فرمایا اے میرے بیٹے کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس نے کہا ہاں تو آپ نے یہ شعر کہے۔

عثام مالكِ لاهية   حلت بدارك داهية

ابكي الصلاة لوقتها   إن كنت يوماً باكية

وابكي القران اذاتلي   قدكنت يوماً تالية

تتلينه بتفكر   ودموع عينك جارية

فاليوم لاتتلينه   الاوعندك تالية

لهفي عليك صبابة   ماعشت طول حياتية

ترجمہ: عثامہ تم کیوں غافل ہو تیرے گھر کوئی مصیبت آ پہنچی ہے۔
اگر تمہیں رونا ہے تو نماز بروقت نہ ادا کر سکنے پر رو۔ بینائی کے چلے جانے کی وجہ سے تلاوت قرآن سے محرومی پر آنسو بہا کیونکہ کبھی تو تجھے بھی تلاوت کرنا نصیب تھا تمہاری تلاوت تفکر

Marfat.com

سے پڑ اور تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے، آج تم تلاوت سے محروم ہو باوجود اس کے کہ مصحف شریف تمہارے پاس ہے۔ ساری زندگی عمر شباب کے بیت جانے پر افسوس رہے گا۔

۴۔ فرصت اور چستی کے لمحات کو غنیمت سمجھنا

برادر من تمہیں چاہیے کہ تھکاوٹ اور پریشانی کے وقت یا جس وقت تمہارا ذہن کسی اور کام میں لگا ہوا ہو حفظ قرآن کی کوشش نہ کر کیونکہ یہ حالت ذہنی میں رکاوٹ ہوتی ہے بلکہ حفظ قرآن کے لئے ایسا وقت اختیار کرنا چاہیے جس میں دل پرسکون اور طبیعت ہشاش بشاش ہو۔ سب سے بہترین وقت نماز فجر کے بعد کا ہے اگر آدمی رات جلدی سویا ہو۔

۵۔ پڑھائی کے لئے مناسب جگہ

(جگہ کا پرسکون ہونا بھی ضروری ہے۔) ایسا تبھی ممکن ہے جب شوروغوغا والے مقامات سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح توجہ بٹ جاتی ہے۔ پس (اے دوست) اپنے گھر میں بچوں کے پاس بیٹھ کر یا دفتر یا اپنے کام کی جگہ اپنے دوستوں کے پاس ایسی حالت میں جبکہ لوگوں کی آوازیں آرہی ہوں یا اثناء سفر گاڑی چلاتے ہوئے یا تجارتی منڈی میں خرید وفروخت کرتے ہوئے حفظ قرآن کی قطعاً کوشش نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ (الاحزاب:4)

"نہیں بنائے اللہ نے کسی آدمی کے لئے دو دل اس کے ایک سینے میں"۔

قرآن کریم کے حفظ کے لئے بہترین مقام اللہ کے گھر (مساجد) ہیں جس میں دہرا اجر عطا کیا جاتا ہے۔ (الجلوس فی المسجد وحفظ القرآن) (اگر مسجد میں ممکن نہ ہو تو) ہر وہ جگہ جو پرسکون ہو اور گردوپیش میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو سمع وبصر کے لئے مخل ہو۔

۶۔ قلبی شوق

سچی اور مضبوط رغبت تقویت حفظ اور بہت قرأت میں بڑا موثر کردار ادا کرتی ہے۔ رہا وہ (بچہ) جو اپنے والدین یا استاد کے مجبور کرنے کی وجہ سے پڑھ رہا ہے۔ اسکی پڑھائی کے

Marfat.com

اثرات دیرپا نہیں ہوتے بلکہ (بعض اوقات) فتور کا بھی اندیشہ ہوتا ہے لگاتار حوصلہ افزائی اور حفاظ کرام کی عظمت واجر کا بیان بھی ذاتی دلچسپی میں اضافے کا سبب بنتا ہے گھر اور مدرسہ میں قرآن پاک کی محافل بھی ذاتی دلچسپی پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

۷۔ تاثیر حواس

کسی چیز کو یاد کرنے کے لئے مختلف لوگوں میں قوت حافظہ بھی مختلف ہوتی ہے۔ ایک شخص دوسرے کی نسبت تیز قوت والا ہوتا ہے اس اختلاف کے باوجود ذہنی صلاحیت سے کام لے کر حفظ کے کام میں آسانی ممکن ہے۔ اخی القاری تمہیں اس بات پر حریص رہنا چاہیے کہ تو قرآن پاک یاد کرنے کے لئے آنکھ کان اور زبان تینوں کو استعمال میں لائے۔ کیونکہ ان تینوں حسوں میں ہر ایک کا دماغ کے ساتھ رابطہ ہے جب دماغ کی طرف جانے والے (یہ) راستے زیادہ ہوں لامحالہ قوت حفظ میں اضافہ ہوگا۔

ایسا اس طرح ممکن ہوگا کہ آپ جس (آیت یا سورت) کو ادا کرنا چاہتے ہیں پہلے اسے مصحف شریف سے دیکھ کر بلند آواز سے تلاوت کریں۔ ان لمحات میں دقت نظر سے بھی کام لیں یہاں تک کہ آپ کے نہاں خانہ یادداشت میں اس صفحے کی صورت نقش ہو جائے اور آپ کے کان آپ کی تلاوت کو سن کر محظوظ ہو رہے ہوں زیادہ بہتر ہے کہ تم ایسی پر سوز لے میں تلاوت کرو جو روح کی گہرائیوں تک اتر جائے۔

اور وہ شخص جو زبان کھولے بغیر مصحف شریف سے دیکھ کر پڑھ رہا ہے یا فقط سماع کر رہا ہے ٹیپ ریکارڈر وغیرہ سے اور خود دیکھ نہیں رہا یا خود تلاوت کر رہا ہے آہستہ آواز سے یہ تمام طریقے تکلف سے خالی نہیں۔

یاد رہے کہ لوگ بھی دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ تو وہ ہوتے ہیں جو سن کر آسانی سے یاد کر لیتے ہیں ان کی قوت حفظ سمعی ہوتی ہے اور بعض دیکھ کر یاد کر لیتے ہیں۔ ان کی قوت حفظ بصری کہلاتی ہے۔ اگر تم موخر الذکر لوگوں میں سے ہو تو پہلے مصحف شریف سے دیکھ کر کثرت سے تلاوت کرتے رہو۔ پھر مصحف شریف بند کر کے جن آیات کو یاد کیا ہے انہیں اپنے

Marfat.com

ہاتھ سے لکھو لکھنے کے بعد مصحف شریف پر لکھی ہوئی اور اپنی لکھی ہوئی آیات کو ملاؤ تاکہ تمہیں اپنی غلطیوں کا پتہ چل جائے اور جہاں تم سے کمی رہ گئی ہے اس جگہ کا بھی پتہ چل جائے تاکہ دوبارہ تم ان (آیات والفاظ) کو دھرا کر اچھی طرح یاد کر لو۔

- جب تم ملاحظہ کر لو کہ کلمات قرآن میں سے کسی کلمے میں تم سے غلطی ہوئی ہے یا کوئی کلمہ بھول گئے ہو تو (مصحف سے دیکھ کر) ان کلمات کی شکل اپنے خانہ حفظ میں نقش کر لو اس طرح تمہارے لئے حفظ قرآن آسان ہو جائے گا۔

۸۔ایک چھاپے والے (قرآن مجید) پر اکتفا کرنا

حفاظ کرام اس قرآن پاک کو زیادہ پسند کرتے ہیں جس پر سطر کی ابتداء میں آیت شروع اور سطر کے آخر پر آیت ختم ہو کیونکہ خانہ حفظ میں صفحہ کی صورت نقش کرنے اور دھرائی کے وقت صفحے کو آنکھوں کے سامنے لانے کے لئے یہ طریقہ بہت موثر ہے لیکن اگر چھاپے مختلف ہوں تو کوئی ایک صورت منقش بھی نہیں ہوتی اور قوت حافظہ انتشار کا شکار ہو جاتی ہے۔

برادر من میں تو تمہیں اس بات کی بھی نصیحت کروں گا کہ قرآن پاک کا پاکٹ سائز (نسخہ) یا مختصر چھاپے والا نسخہ ہمیشہ اپنے پاس رکھو اور اس سے معاونت حاصل کیا کرو۔ کیونکہ یہ ایک بہترین ساتھی ہے جب بھی فرصت یا فرحت کے لمحات آئیں جیب سے مصحف نکالو اور پڑھا ہوا دھرانا شروع کر دو یا نئی آیات حفظ کر لو۔

۹۔صحت تلفظ

مناسب وقت، مناسب جگہ، بہترین چھاپے والے قرآن پاک کے انتخاب کے بعد تم پر لازم ہے کہ حفظ شروع کرنے سے پہلے ماہر قاری کے سامنے پڑھ کر تلفظ کی اصلاح کرا لو یا ٹیپ ریکارڈ حاصل کر لو کیونکہ جو لفظ غلط یاد ہو جائے گا بعد میں اس کی اصلاح بہت مشکل ہو جائے گی۔

پس اے دوست اگر قرآن حفظ کرنا ہے تو ان محافل ومجالس میں جانے کی کوشش کرنا جہاں ماہر اساتذہ اور کامل شیوخ موجود ہوں تاکہ روز اول ہی تم خطا سے بچ سکو اور ایک

Marfat.com

مضبوط بنیاد پر اپنے حفظ کی ابتداء کر سکو۔

یہاں میں اپنے ان مدرس بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں جو مختلف مساجد اور مدارس میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں کہ وہ حفظ کے طلباء کے تلفظ کی طرف خوب توجہ دیں اور جہاں غلطی کا اندیشہ زیادہ ہو ان کلمات کو اپنے طلباء کے سامنے بار بار دھرائیں تاکہ غلطی کا احتمال ختم ہو جائے۔

۱۰۔ ربط آیات

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا حفظ مربوط ہو۔ یعنی جب ایک آیت یاد ہو جائے اور پھر دوسری یاد ہو جائے تو اگلی آیات کو پچھلی آیات کے ساتھ ملا کر پڑھو اس طرح ایک صفحہ مکمل کر لو۔ جب صفحہ مکمل ہو جائے تو پورے صفحے کو دہراؤ اور پھر اگلا صفحہ یاد کرو۔ اسی طرح جب ایک سورت مکمل ہو جائے تو اسے بھی دھراؤ۔ اگلی سورت اس وقت تک نہ شروع کرو جب تک تازہ یاد کی ہوئی سورت کے حفظ کا تعین نہ ہو جائے۔ اگر اس طریقہ کو نہ اپناؤ گے تو تمہارا حفظ بے ربط ہو جائے گا اور تمہیں ہر آیت کی ابتداء میں کسی یاد کرانے والے کی ضرورت ہوگی اور دھراتے وقت اس سے بھی زیادہ مشکل آئے گی۔

۱۱۔ معانی سمجھ کر یاد کرنا

آیات میں ربط اور حفظ میں سہولت کے لئے بعض مختصر تفاسیر کی مدد لینا بھی ضروری ہے اور کچھ نہیں تو شیخ حسنین محمد مخلوف کی کتاب ''کلمات القرآن تفسیر و بیان'' تو ضرور پیش نظر رہنی چاہیے۔ (یہ عرب طلباء کے لیے ہے۔ مترجم) کیونکہ معانی کا جاننا اجمالی طور پر آیات کے مفہوم اور ربط میں مددگار ہوتا ہے۔

۱۲۔ جلدی یاد ہو جانا جلدی بھول جانے کی طرف لے جاتا ہے

بعض نوجوان کسی آیات کو دو تین مرتبہ پڑھ کر جلدی کی خاطر آگے نکل جاتے ہیں۔ اس کے کچھ اسباب ہیں یا تو ان کے پاس وقت کم ہوتا ہے یا اپنے ہم سبق کے ساتھ مقابلہ

Marfat.com

ہوتا ہے یا مدرس کا خوف ہوتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ نہ صحیح ہے اور نہ ہی سودمند کیونکہ ہمیشہ رہنے والا تھوڑا ضائع ہو جانے والے کثیر سے اچھا ہے۔

قرآن یاد کرنے والے طلبہ میں یہ غلطی کثرت سے پائی جاتی ہے اس کا سبب خود پسندی اور اپنی ذات پر حد سے زیادہ اعتماد ہے۔ جب طالب علم دیکھتا ہے کہ چند بار پڑھنے سے الفاظ اس کے خانہ حفظ میں قدرے بیٹھ گئے ہیں تو وہ آگے بڑھ جاتا ہے یہ گمان کرتے ہوئے کہ اتنا پڑھنا اس کے لئے کافی ہے اور اگر سبق سنتے وقت مدرس سستی کرے تو اس عادت کی زیادہ حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

جب کہ ایک طالب علم سے توقع اس بات کی ہوتی ہے کہ وہ فقط اس خیال سے کہ اس نے حفظ کر لیا ہے مزید دھرائی سے نہ رک جائے بلکہ بار بار کا تکرار حفظ میں پختگی اور دھرائی کرتے وقت مشقت میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

۱۴۔ تلاوت قرآن کریم پر دوام

فرصت کے لمحات میں جلدی جلدی تلاوت کی طرف توجہ دیا کرو کیونکہ کثرت تلاوت حفظ میں آسانی اور مہارت پیدا کرتی ہے اور دھرائی میں (سہولت کے) عظیم طریقوں میں شمار ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک یہ دیکھتا ہے کہ وہ آیات اور سورتیں جن کی اکثر تلاوت کی جاتی ہے یا جنہیں بار بار سنا جاتا ہے نماز میں آئمہ مساجد کی زبان سے یا دروس و مواعظ میں مدرسین اور واعظین کی زبان سے ان (آیات اور سورتوں) کا یاد کرنا آسان ہوتا ہے۔ جب طالب علم ان آیات تک پہنچتا ہے تو بڑی آسانی سے یاد کر کے آگے بڑھ جاتا ہے۔ جیسے کہ سورۂ واقعہ سورۂ ملک اور سورۂ فرقان کی وہ آیات جن میں رحمٰن کے بندوں کے اوصاف کا ذکر ہے۔ یا آخری پارے کی سورتیں اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔

انہی مقامات پر ایک طالب علم دوسرے طالب علم سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ پس جس کی عادت میں روزانہ بلاناغہ ایک معینہ مقدار تلاوت ہوتی ہے۔ وہ دوسرے کی نسبت آسانی سے یاد کر لیتا ہے۔ کبھی کبھی وہ چیز اسے پہلے ہی یاد ہوتی ہے اور وہ طالب علم جسے روزانہ

Marfat.com

تلاوت کی عادت نہیں ہوتی اسے یہ سہولت بھی نصیب نہیں ہوتی۔

میرے بھائی یہ بات نہ بھولنا! تلاوت قرآن کریم افضل العبادات ہے اللہ کی بارگاہ میں پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے ہر حرف کے بدلے تمہارے لئے ایک نیکی ہے (اور کبھی) ایک نیکی دس گنا تک پہنچ جاتی ہے۔ تلاوت کے فضائل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

لہذا (اے مخاطب) نماز میں کثرت سے قرآن پڑھنے کی کوشش کیا کر اور یہ بات یاد رکھ کہ تہجد میں قرآن پڑھنا عظیم عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے یہ وہ نعمت ہے کہ جن کو یہ میسر نہیں وہ تم پر رشک کریں گے۔ اسی کی طرف ہادی عالمین محمد عربی کریم ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ یہی صالحین کا طریقہ ہے اسی سے حفظ میں ثبات اور نسیان سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

واذا قام به صاحب القرآن فقرأ بالليل والنهار ذكره واذالم يقم به نسيه۔ (رواہ مسلم)

''جب صاحب قران رات کے قیام میں قرآن پڑھے تو اس نے (گویا) قرآن کو یاد کیا اور اگر رات قیام نہ کرے تو اس نے بھلا دیا''۔

۱۴۔ انفرادی حفظ

جب بھی انسان جلدی حفظ کی کوشش کرتا ہے بہت سارے مشاغل اسے گھیر لیتے ہیں۔ اس طرح نفس اسے ٹال مٹول پر مجبور کرتا ہے۔ نیز اس طرح اس کا عزم کمزور پڑ جاتا ہے۔ لیکن وہ حفظ جو اپنے بھائیوں (اور دوستوں) کے ساتھ مل کر کیا جائے ان میں ہر ایک دوسرے کی قوت کا باعث بنتا ہے۔ ان کے درمیان ایک مقابلہ بن جاتا ہے اور پیچھے رہ جانے پر ندامت کا احساس بھی ہوتا ہے لہذا (مل کر حفظ کرنے کا) طریقہ مقصد کے حصول کا آسان ذریعہ ہے۔ کتنے ہی ایسے نوجوان ہیں جنہوں نے مسجد کے حلقہ حفظ میں کئی پارے یاد کئے پھر انہیں مشاغل نے آن گھیرا اور ان حلقوں تک دوبارہ نہ آسکے۔ انہیں یہ بھی گمان

Marfat.com

تھا کہ وہ بذات خود یاد کر لیں گے۔ رفتہ رفتہ ان کے ارادے کمزور ہو گئے اور وہ حفظ کی طرف دھیان نہ دے سکے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ وہ پڑھا ہوا بھی یاد نہ رکھ سکے اور محنت کی کمائی ضائع کر بیٹھے۔

انفرادی حفظ کی ایک اور خرابی یہ بھی ہے کہ انسان بعض کلمات کے تلفظ میں خطا کا شکار ہو جاتا ہے اور اسی خطا پر قائم رہتا ہے لیکن اگر وہ اپنے استاد یا ہم سبق ساتھیوں میں سے کسی کو سناتا ہے تو غلطی پر آگاہ ہو جاتا ہے۔

پس اپنے لئے ایسے دوست تلاش کر جن کے پیش نظر فقط اللہ کی رضا ہو۔ انہی کے ساتھ یاد کر اور انہی کو یاد کیا ہوا سنا۔ حفظ قرآن کے لئے اکٹھا ہونا ان تمام کاموں سے افضل ہے جو انسان رضائے الٰہی کے لیے کرتا ہے۔

۱۵۔ متشابہ آیات میں غور و فکر کرنا

وہ آیات جن کے الفاظ باہم متشابہ ہوں ان کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کیا ہی اچھا ہو اگر دوران حفظ پیش آنے والی متشابہات کو کاپی پر نوٹ کر لیا جائے تا کہ دہرائی کے دوران ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ طلباء جو متشابہ آیات کی احتیاط نہیں کرتے سناتے وقت غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ایک سورت سے دوسری تیسری اور چوتھی سورت میں پہنچ جاتے ہیں جہاں جہاں وہ الفاظ اور کلمات باہم متشابہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا بہترین طریقہ یہی ہے کہ متشابہ آیات پہچاننے میں خوب محنت کی جائے۔

اس موضوع پر علماء نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں نمایاں کتابیں درج ذیل ہیں۔ "متشابہ القرآن العظیم" یہ کتاب امام ابوالحسین بن المنادی متوفی ۳۶۶ھ نے لکھی ہے۔ دوسری کتاب "اسرار الحکم ار فی القرآن" یہ کتاب تاج القراء محمود بن حمزہ کرمانی جو پانچویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں انہوں نے تالیف کی ہے۔ چند ایک علماء نے سہولت حفظ کے پیش نظر اس موضوع پر منظوم قصیدے لکھے ہیں جس طرح گیارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم شیخ محمد المشتی نے اس موضوع پر ایک نظم لکھی ہے۔

Marfat.com

امام ابن منادی رحمۃ اللہ علیہ اس فن کی اہمیت کے بیان میں فرماتے ہیں۔ بے شک آیات قرآنی میں متشابہ مقامات کی معرفت حفاظ کے لئے باعث تقویت (حفظ) ہے۔ قراء نے اس فن کو "المتشابہ" کا نام دیا ہے اور یہ سو حفظ کے لئے بہترین نسخہ ہے۔ کیونکہ قرآن میں قصص بھی ہیں۔ تقدیم وتاخیر بھی ہے۔ لہٰذا انہوں نے وہ مقامات بیان کر دیئے ہیں اگر انہیں ازبر کرلیا جائے تو غلطی سے نجات مل جاتی ہے۔ اے برادرِ مسلم شاید تمہیں خواہش ہو کہ ہم بعض متشابہ مقامات کی نشاندہی کر دیں تو بسم اللہ آؤ دیکھو چند ایک مثالیں یہ ہیں۔

آیات متشابہات

قرآن کریم میں بعض آیات ایک جیسی ہیں اور وہ کئی مقامات پر مذکور ہیں۔ کسی جگہ پر کوئی کلمہ زیادہ یا کم ہوتا ہے۔ کسی جگہ الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہوتی ہے۔ کہیں کہیں ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ذکر کیا گیا ہوتا ہے۔ مثلاً ا۔ سورۃ بقرہ آیت ۳۴ میں فرمان باری تعالیٰ ہے: فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ۔ اعراف آیت ۱۱ میں ہے: فَسَجَدُوٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ اسرا آیت ۶۱: اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا۔ کہف ۵۰: اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ طٰہٰ ۱۱۶: اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى۔ ص ۷۴: اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔

2۔ سورۃ اسراء آیت ۷۷ میں فرمان الٰہی ہے۔

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ احزاب ۶۲: سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ احزاب ۳۸: سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا۔ فاطر ۴۳: فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ غافر ۸۵: سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ۔ فتح ۲۳: سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

۳۔ سورۃ بقرہ آیت 61 میں فرمان باری تعالیٰ ہے: وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ آل

Marfat.com

عمران 112: وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ النساء 155: وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ

۴۔ سورۂ حجر آیت 46 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ۔ الذریات 15-16: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ۔ الدخان آیت ۲۵: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ۔ المرسلات ۴۱: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ۔ طور ۱۷: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ۔ القلم ۳۴: إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ اسی طرح دو اور آیتیں جو سابقہ آیات کے مشابہ ہیں۔ حج ۵۶: فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ۔ لقمان ۸: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ

۵۔ سورۃ الانعام آیت ۱۵۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ۔ الاسراء ۳۱: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ۔

یہاں پہلی آیت میں خطاب فقراء کو ہے اس لئے آباء کا رزق اولاد کے رزق سے پہلے بیان کیا یعنی اللہ تعالیٰ تم سے تنگی دور کرتا ہے اور تمہیں اور تمہاری اولاد کو رزق عطا کرتا ہے۔

دوسری آیت میں خطاب ان لوگوں کو ہے جو بچوں کی وجہ سے تنگ دستی کے خوف میں مبتلا ہیں۔ اگر چہ فی الوقت فقیر نہیں ہوتے۔ اسی لئے ابناء کا رزق پہلے ذکر کیا یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کو بھی ایسے ہی رزق عطا فرمائے گا جس طرح تمہیں رزق عطا کیا ہے۔

۶۔ سورۃ التوبہ: ۶۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ اور اسی سورت میں آیت ۷۱: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔ الانفال ۷۳: وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔

کلمہ (اولیاء) مومنین و کفار دونوں کے لئے ذکر کیا گیا ہے لیکن منافقین کے لئے یہ لفظ نہیں لایا گیا کیونکہ منافقین کسی خاص دین کی نصرت کے لئے اکٹھے نہیں ہوتے بلکہ وہ تو

Marfat.com

دنیوی لالچ پر اکٹھے ہوتے ہیں۔

مومن دین اسلام کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور کفار اپنے کفر کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں سورۃ الحشر آیت 14 میں فرمایا ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى

۷۔ سورۃ الصافات ۲۷ میں فرمان باری تعالیٰ ہے: وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ۔ اسی سورت میں آیت ۵۰ ہے: فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ۔ اسی طرح القلم میں واؤ کی جگہ ف ذکر ہے اور آگے يَتَلَاوَمُوْنَ کا لفظ ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ (قلم:30)

۸۔ التکویر:6 میں فرمان الٰہی ہے: وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ الانفطار آیت ۳ میں ہے: وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یوں واضح کیا ہے۔ سجرت کا معنی جل کر آگ بن گئے اس کی تائید اسی سورت میں چند آیات کے بعد یوں ہوتی ہے واذا الجحیم سعرت۔ تاکہ تسعیر نار اور تسجیر بحار کیساتھ وعید کی جائے۔

جو سورۃ الانفطار میں (فجرت) کا لفظ ہے اس کا معنی ہے کہ سمندر کا تلخ و شیریں پانی باہم مل کر سطح زمین پر بہہ نکلے گا۔ یہ مفہوم بعد والی آیت واذا القبور بعثرت یعنی جب قبروں کو الٹ پلٹ کر کے ان کے مردوں کو نکال دیا جائے گا اسی طرح اور بھی بہت ساری مثالیں ہیں اختصار کی وجہ سے جن کا احاطہ ممکن نہیں ضروری بات یہی ہے کہ ان متشابہ مقامات کو پیش نظر رکھا جائے تاکہ غلطی سے بچنا ممکن ہو جائے۔

حاملین قرآن کریم کے لئے سنہری ہدایات

اے حافظ قرآن پاک برادر من قرآن ایک خزانہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تیرے سینے

Marfat.com

میں رکھا ہے۔ یہ عظیم منزل ہے جہاں تجھے رب نے براجمان کیا ہے یہ اعلیٰ ترین شرف جو تمہیں حاصل ہوا ہے درحقیقت یہ ایک بھاری ذمہ داری ہے جو تم پر عائد کی گئی ہے اس امانت سے وفا تم پر لازم ہے۔ پس تمہیں اپنے سینے میں موجود قرآن کا احترام کرنا چاہیے۔ اور اہل دنیا کے سامنے حقیر بننے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ پس تواضع قلبی سکون اور وقار تمہارا شعار ہونا چاہیے۔ نیز لوگوں کی تعریف سن کر تکبر وغرور سے بھی بچنا لازم ہے۔ مت بھولو کہ ریا اعمال پر حاوی ہو کر اجر وضائع کر دیتی ہے اور گناہ کا بوجھ سر پر لاد دیتی ہے۔

نیکی کے کاموں میں جلدی کیا کرو گناہ اور تہمت گناہ کے مقامات سے دور رہنے کی کوشش کیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

ینبغی لحامل القران ان یُعرف بلیلہ اذالناس نائمون وبنھارہ اذالناس مفطرون، وبحزنہ اذاالناس یفرحون، وببکائہ اذاالناس یضحکون، وبصمتہ اذاالناس یخوضون، و بخشوعہ اذا الناس یختالون (التبیان فی آداب حملۃ القرآن)

"حامل قرآن کی پہچان اس طرح ہونی چاہیے کہ جب دوسرے سو رہے ہوں تو وہ شب بیداری کر رہا ہو جب لوگ کھا پی رہے ہوں تو وہ روزے سے ہو جب لوگ خوش گپیوں میں مصروف ہوں تو وہ (فکر آخرت کی وجہ سے) غمگین ہو۔ جب لوگوں ہنس رہے ہوں تو وہ (خوف خدا کی وجہ سے) رو رہا ہو۔ جب لوگ یاوہ گوئیوں میں مصروف ہوں تو وہ خاموش ہو۔ جب لوگ تکبر میں مبتلا ہوں تو وہ انکساری کر رہا ہے"۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تم سے پہلے لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے قرآن پاک کو اپنے رب کا پیغام سمجھا وہ لوگ رات کو اس قران میں غور وفکر کرتے اور دن کے وقت ان احکام پر عمل کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حامل قرآن پرچم اسلام اٹھانے والا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ (فضول) کھیل کود کرنے والوں کے ساتھ نہ کھیلے اور نہ ہی اپنی عظمت فراموش کرنے والوں کا ساتھ دے نیز قرآن کے حق کی خاطر لغو گو لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھے۔

امام ابوبکر آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حامل قرآن کو چاہیے کہ وہ قرآن کو اپنے دل کی بہار بنائے۔ قرآن سے اپنے دل کے ویران حصے کو آباد کرے آداب قرآن کو اپنی ذات پر طاری کرے قرآن کے اچھے اخلاق کا خود کو عادی بنائے اور اس طرح ان تمام لوگوں سے ممتاز ہو جائے جو قرآن نہیں پڑھتے۔

سب سے پہلے وہ اپنے خورد و نوش، لباس، اور کمائی میں پرہیز گاری کر کے جلوت و خلوت میں تقویٰ کا پابند ہو جائے اسے اپنے حالات اور اپنے عہد کے لوگوں کی خرابیوں پر گہری نظر رکھنی چاہیے اور انہیں دین کی راہ میں (نافرمانیوں کی وجہ سے) پیدا ہونے والے خطرات سے ڈرانا چاہیے اہل زمانہ کی خرابیوں پر دردمندی سے اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اس طرح کہ اس کی زبان قابو میں ہو۔ کلام (میں حکمت) نمایاں ہو۔ فضول باتوں میں غور نہ کرنے والا ہو۔ دشمن سے زیادہ زبان کی آفات سے ڈرنے والا ہو۔ گناہ کے سلسلہ میں نفس امارہ سے کبھی مامون نہ ہو۔ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے قرآن میں غور کرے۔

صاحب ہمت وہ ہے جو قرآن کے حکم دینے پر عمل کرے اور منع کرنے پر رک جائے۔

صاحب ہمت وہ نہیں جو یہ کہے کہ میں سورت کب ختم کروں گا۔ ہمت تو یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ کب میں اللہ کی وجہ سے مخلوق سے بے نیاز ہو جاؤں گا۔ کب میں متقی بن جاؤں گا کب میرا شمار محسنین میں ہوگا۔ کب میرا شمار متوکلین و خاشعین میں ہوگا۔ کب میں گناہوں سے توبہ کروں گا۔ مجھے اللہ کی لگاتار نعمتوں کی پہچان کب ہوگی ان نعمتوں پر شکر کب ادا کروں گا کب میں (قرآن میں) اللہ کے خطاب کو سمجھ سکوں گا۔ تلاوت سے مجھے فہم القرآن کب حاصل ہوگا۔

Marfat.com

(ہمت تو یہ ہے کہ حامل قرآن اپنے دل سے کہے)

مجھے کامل حیاء کب نصیب ہوگی۔ مجھے اپنے عیوب کی پہچان کب نصیب ہوگی۔ میں اپنی خرابیوں کی اصلاح کب کروں گا۔ اپنے نفس کا محاسبہ کب کروں گا۔ اپنے لئے توشہ آخرت کب تیار کروں گا۔

اپنی موت کے لئے کس دن تیاری کروں گا حالانکہ وہ میری نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ میں اپنی قبر کو کب آباد کروں گا۔ پس عقلمند مومن قرآن کو آئینے کی طرح سامنے رکھ کر تلاوت کرتا ہے اور اس میں سے اپنے محاسن و معائب کو دیکھتا ہے جس چیز سے اس کا مولا اسے ڈرائے اس سے ڈر جائے اور جس سزا کا خوف دلائے اس خوف کو پیش نظر رکھے جس چیز کی اللہ رب العزت رغبت دلائے اس کی طرف پر امید ہو کر توجہ کرے۔ پس جس نے یوں قرآن پڑھا اس نے حق تلاوت ادا کر دیا اور قرآن کا خوب لحاظ رکھا ایسے شخص کے لئے ہی قرآن گواہ، سفارشی اور مددگار رہے گا۔ ایسا شخص اپنی ذات کے لئے بھی اور اپنے گھر والوں کے لئے بھی نافع ہوگا۔

ماں باپ اور اولاد کے لئے دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اکھٹی کرنے والا ہوگا۔

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حامل قرآن کو چاہیے کہ وہ اللہ کی تعریف کرنے والا ہو اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا ہو۔ اللہ کا ذکر کرنے والا ہو۔ اسی پر بھروسہ کرنے والا ہو۔ اسی سے مدد طلب کرنے والا ہو۔ اسی کی طرف رغبت رکھنے والا ہو۔ اسی (کے فضل سے) گناہوں سے بچنے والا ہو۔ موت کو یاد رکھ کر موت کے لئے تیاری کرنے والا ہو۔

مفید نصیحتیں

(اے قرآن پڑھنے والے)

ظاہر و باطن ہر حال میں خوف خدا تم پر لازم ہے۔ مسجد میں با جماعت نماز کی پابندی بھی ضروری ہے۔ تلاوت میں کثرت اور حفظ میں جلدی کیا کرو اور اپنی زندگی میں فرصت

Marfat.com

کے لمحات کو غنیمت سمجھو تا کہ تو بھی اہل قرآن میں سے بن جائے۔

طلب علم میں چست اور کثرت علم میں حریص بن جاؤ۔ علماء کی مجلس، صلحاء کی معیت کے شیدائی بن جاؤ اور اپنے اساتذہ کا احترام کیا کرو۔ والدین کے ساتھ نیکی اپنا شعار بنالو اور ان کے لئے نرمی کا پہلو جھکائے رکھو۔

لڑائی جھگڑے سے دور رہو۔ حسد، کینے اور اپنے دوستوں کے بارے میں بدگمانی سے بچو کیونکہ یہ (عادت) ایک مہلک بیماری ہے۔

موت کو کثرت سے یاد کرو اور ہر وقت موت کے لئے تیار رہو۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر اتراؤ مت کیونکہ یہ نعمتیں تم سے چھینی جا سکتی ہیں اللہ کا شکر ادا کر کے نعمتوں کی حفاظت کرو۔

تمہاری سب سے بہترین خواہش جس کی تمہیں حرص ہو اور جس کے لئے تمہاری ہمت و کوشش صرف ہو وہ اللہ کی رضا اور جنت کا حصول ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے لوگوں میں سے بنائے بے شک وہ خوب سننے والا اور بہت زیادہ قبول کرنے والا ہے۔ امین

Marfat.com

اهل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

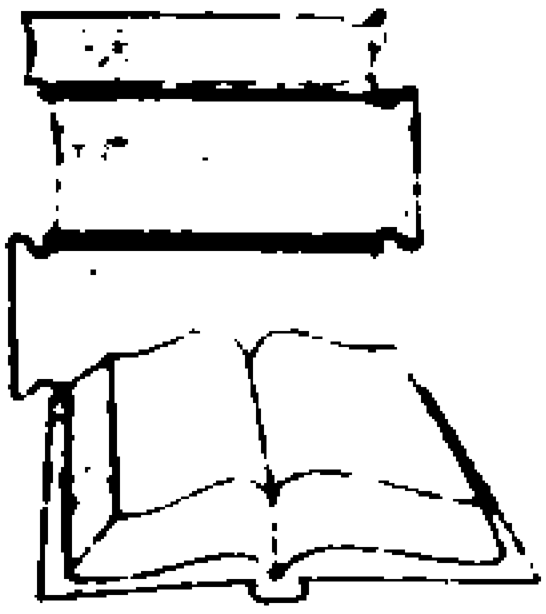

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصرِ حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیانِ علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ـر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ٭ پاکستان

Marfat.com

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری

اور مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

ان شاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

جلد اس علمی کارنامے کو منصۂ شہود پر لانے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

Marfat.com

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کارنامے

تفسیر خزائن العرفان
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن ۵ جلد
مفسر ضیاء الامت حضرت پیر
محمد کرم شاہ الازہری نور اللہ مرقدہ

تفسیر الحسنات ۷ جلد
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر مظہری ۱۰ جلد
عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ
پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیرات احمدیہ
مُلا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر ۴ جلد
علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ

تفسیر دُرِ منثور
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر احکام القرآن
مولانا جلال الدین قادری

یاایھا الذین امنوا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر منیب الرحمٰن

1Z 437